شعری مجموعہ

بیاضِ شاکر

(اشاعت سوم) معہ ۲۱ نئی تخلیقات

راضی ہوگا اُن سے ربِّ قدیر
جن کو شیطاں سے دُشمنی ہوگی

ظلمتِ جہل کا دور دورہ ہے
شمعِ علم جلاؤ کہ روشنی ہوگی

جس کو دیکھا اپنا نظر آنے لگا
میں مُسکرایا آئینہ مسکرانے لگا

تخریب کے آئینے میں تعمیر نظر آئی
مٹی میں مِلے تخم گلشن میں بہار آئی

زیر سرپرستی : فخر مراٹھواڑہ

حضرت مولانا الحاج محمد ریاض الدین صاحب
فاروقی ندوی دامت برکاتہم
ناظم جامعہ عربیہ کاشف العلوم جامع مسجد
اورنگ آباد دکن (مہاراشٹر)

شیخ احمد شاکرؔ کلمنوروی

شعری مجموعہ بیاض شاکر اشاعت سوم

نوٹ: خط کشیدہ مضامین نئی تخلیقات شمار کی جائیگی

فہرست مضامین

شعری مجموعه بیاض شاکر اشاعت سوم

نوٹ: خط کشیدہ مضامین نئی تخلیقات شمار کی جائیگی

فہرست مضامین

مفہوم قولِ باری تعالٰی

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے جو لوگ اللہ تعالیٰ پر ایمان لائے اور انھی طرح اللہ تعالیٰ سے تعلق پیدا کر لیا تو اللہ تعالیٰ عنقریب ایسے لوگوں کو اپنی رحمت اور اپنے فضل میں داخل کریں گے اور انھیں اپنے تک پہنچنے کا سیدھا راستہ دکھائیں گے (جہاں انھیں رہنمائی کی ضرورت پیش آئے گی ان کی دستگیری فرمائیں گے)

ماخوذ منتخب احادیث نمبر ٢

کلمہ طیبہ

ایمان لغت میں کسی کی بات کو کسی کے اعتماد پر یقینی طور پر مان لینے کا نام ہے اور دین کی خاص اصطلاح میں خبر رسول کو بغیر مشاہدہ کے محض رسول کے اعتماد پر یقینی طور سے مان لینے کا نام ایمان ہے

ماخوذ منتخب احادیث نمبر ١

مفہوم حدیث

حضرت درہ بنت ابی لہب رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ رسول صلی اللہ علیہ وسلم منبر پر تشریف فرما تھے کہ ایک شخص نے کھڑے ہو کر سوال کیا: یا رسول اللہ لوگوں میں بہترین شخص کون ہے؟ فرمایا: بہترین شخص وہ ہے جو لوگوں میں سب سے زیادہ قرآن شریف کا پڑھنے والا، سب سے زیادہ تقویٰ والا، سب سے زیادہ نیکی کے کرنے اور بُرائی سے بچنے کو کہنے والا ہو اور سب سے زیادہ صلہ رحمی کرنے والا ہو۔

ماخوذ منتخب احادیث نمبر ٦٣٩

"حُسنِ یوسفؑ، دمِ عیسیٰؑ، یدِ بیضا داری
آنچہ خوباں ہمہ دارند تو تنہا داری"

نام کتاب شعری مجموعہ بیاضِ شاکر

مصنف شاعر و مرتب شیخ احمد شاکرؔ کلم نوروی

کمپوزنگ اینڈ ڈیزائننگ بیاض شاکر اشاعت سوم اُردو

انڈیا پرنٹرس کربلا روڈ ہتائی مسجد کے قریب ناندیڑ

۱۴۳۲ھ م مئی ۲۰۱۱ء

تعداد ایک ہزار

قیمت ۵۰ روپئے

پتہ مکان نمبر ۳۲۰-۲-۹ نزد مسجد حضرت بلالؓ

محلہ بلال نگر (پُرانا پُل)

ناندیڑ (مہاراشٹر)

مجلس مشاورت واشاعت

اُردو اشاعت سوم

محترم مولانا مفتی خلیل الرحمن صاحب

مولانا مُفتی سید تمیزالدین صاحب

عالیجناب سید عظمت علی صاحب جج

عالیجناب عبدالرؤف صاحب مومن

عالیجناب محمد فاروق صاحب میمن مونڈھا

عالیجناب ڈاکٹر خورشید احمد صاحب M.D

عالیجناب مولوی محمد زبیر احمد صاحب

B.Sc. M.A.B.Ed.

عالیجناب مولوی تنویر احمد خاں صاحب

انتساب

میں اپنے اس مجموعہ کلام بیاض شاکر اُردو کی اشاعتِ سوم کو

بُزرگ داعی اسلام حضرت سعید خاںؒ صاحب

کے نام منسوب کرتا ہوں جن کی دینی تربیت

سے میں اس قابل ہوا ہوں

اور

عالیجناب مولوی محمد زین الدین صاحب موظف صدر مدرس و

پرنسپل مدینۃ العلوم ہائی اسکول جونیئر کالج کے نام جو اپنے سنہرے دور

کے ایک اچھے منتظم اور ایڈمنسٹریٹر اور مردم شناس کی حیثیت سے یاد

کیئے جاتے رہیں گے۔

یہ شاعری کہاں، یہ تو نثر پارے ہیں

اُفق ادب پر ضوفشاں ستارے ہیں

بھنور کی گردشو، باطل کی خوناک لہروں میں

آنسوں ہیں آہیں ہیں خضرؑ کے اشارے ہیں

شعری مجموعہ بیاضِ شاکر کی اشاعت اول اردو اشاعت دوم ہندی اور اشاعت سوم اُردو کے لئے

محبانِ اُردو ارکانِ اعزازی کے اسماء گرامی کی فہرست

اشاعت اوّل ۲۰۰۷ 2007

۱. محترم مولانا سید تمیز الدین صاحب
۲. عالیجناب عبدالروف کنٹراکٹر
۳. عثمان سیٹھ کیلا مارکیٹ
۴. محمد فاروق صاحب میمن مونڈھا
۵. عبدالجلیل صاحب سوداگر، دیگلور
۶. عبدالہادی صاحب انصاری انجینئر

دوم ہندی ۲۰۰۸ 2008

۱. مولانا عبدالرشید صاحب قندھاری
۲. عالیجناب محمد ادریس صاحب میمن
۳. عبدالروف صاحب کنٹراکٹر
۴. ڈاکٹر خورشید احمد صاحب
۵. محمد فاروق صاحب مونڈھا
۶. محمد اظہر صاحب
۷. محمد جمیل صاحب

اشاعت سوم اُردو 2011

محترم مولانا مفتی خلیل صاحب قاسمی
محترم حافظ نور محمد صاحب مُدرس
عالیجناب عبدالروف صاحب مومن کنٹراکٹر
محمد فاروق صاحب میمن مونڈھا
عبدالستار صاحب سابقہ چیرمین اِسٹینڈنگ کمیٹی
ایم۔اے۔ قسیم صاحب نائب میئر
ڈاکٹر خورشید احمد صاحب M.D.

عالیجناب عبدالحسیب صاحب رب بابونوابسابقہ کارپوریٹر
عبدالغفار صاحب چکن سینٹر
صادق سیٹھ سپنا ٹریڈرس
حاجی شیخ چاند صاحب B & C کالونی
حاجی محبوب صاحب قریشی سویرا ہوٹل
امجد خاں صاحب ساگر بیٹریز
ایم۔اے۔ رؤف صاحب ٹوکرے والے
عبدالرب صاحب انصاری انجینئر سیدان

عالیجناب الحاج عبدالوحید صاحب انجینئر
عالیجناب الحاج سید احمد عباس صاحب عباسی کامپلیکس
عالیجناب عبدالقیوم سیٹھ ریمنڈ شوروم
عالیجناب مقبول صاحب سابقہ صدر بلدیہ
عالیجناب شیخ صاحب شیخ منو صاحب انجینئر M.S.E.B.
عالیجناب اسلم باوزیر صاحب سکریٹری اندرا اکاڈمی ڈی۔ ایڈ کالج
عالیجناب عمر سیٹھ منصور پورہ اورنگ آباد
عالیجناب ضیا بھائی سی A.P. ٹرانسپورٹ
عالیجناب مولوی خواجہ شجاع الدین صاحب ہتائی ناندیڑ۔

عالیجناب عبدالجلیل صاحب سوداگر دیگلور
عالیجناب عبدالجبار صاحب سنگم اسٹیل فیبریکیشن
عالیجناب عابد [illegible] صاحب کنٹراکٹر سیلاب نگر
عالیجناب شیخ یوسف صاحب کنٹراکٹر بلال نگر
عالیجناب عبدالغنی صاحب پیٹرول پمپ والے
عالیجناب عبدالمجیب صاحب بیسرہ باغ ناندیڑ،
عالیجناب مرزا ناصر بیگ صاحب سوداگر اردھاپور
عالیجناب عبدالہادی صاحب انصاری انجینئر پیر برہان
عالیجناب امجد حسین صاحب انصاری گلبرگہ
عالیجناب عبدالغنی صاحب پٹیل سوداگر بنجلے گاؤں

پیش لفظ

الحمدُ اللہ یہ شعری مجموعہ بیاض شاکر کی کاپی آپ کے پیش نظر ہے۔ یہ نقش اوّل کے بعد اس سلسلے کی مرحلہ وار تیسری کڑی ہے۔ بقول میرے ہم وطن نوجوان شاعر عظیم الدین صاحب ساحلؔ کلم نوری وطن کی شعروادب کی تاریخ میں شعری مجموعہ بیاض شاکر دوسرا شعری مجموعہ ہے جو کتابی شکل میں چھپا ہے جبکہ سفر پرندوں کا شعری مجموعہ عظیم الدین ساحلؔ کو اولیت کا شرف حاصل ہے۔

۱۔ سفر پرندوں کا عظیم الدین صاحب ساحلؔ کلم نوری

۲۔ بیاضِ شاکر شیخ احمد شاکرؔ کلم نوروی اُردو ایڈیشن مارچ ۲۰۰۷ء کے بعد ہندی ایڈیشن اپریل ۲۰۰۸ء اور اب یہ تیسرا ایڈیشن ۲۰۱۱ء (معہ ۲۱ نئی تخلیقات) کے پیش خدمت ہے

احقر کا پورا نام شیخ احمد ولد شیخ امام صاحب تخلص شاکرؔ ہے۔ وطن کلم نوری جو حضرت قبلہ نور شہیدؒ کی آرام گاہ ہے جو بڑے مشہور بزرگ ہیں۔ آپ نے راہ حق میں جام شہادت نوش فرمایا تھا کلمنوری جو پہلے ریاست مہاراشٹر کے ضلع پربھنی کا تعلقہ تھا لیکن اب ضلع ہنگولی کی تحصیل ہے۔ میرا وطن شروع ہی سے علم کا گہوارا رہا ہے۔ کئی نامور شعرا کو مدعو کر کے مشاعرے منعقد کیے جاتے تھے۔ اور اُن کی حوصلہ افزائی کی جاتی تھی مقامی شعراء بھی اپنا کلام سنا کر محفل کو گرما دیا کرتے تھے۔ بچپن میں سنا گیا محفل مشاعرے کا طرحی مصرعہ مجھکو آج بھی یاد ہے۔

ع جنھیں بجلی کا ڈر ہو وہ چمن سے دور ہو جائیں۔

احقر کا بچپن اور لڑکپن وطن مین گزرا۔ اُردو میڈیم سے صرف مڈل اسکول تک تعلیم کا انتظام تھا۔ وطن کے بعض بزرگوں کی نظر کرم ہم جیسے لڑکوں پر پڑی فرمایا کہ میاں یہاں سے فوراً نکل جاؤ اور کسی اور جگہ جا کر اپنے مستقبل کو سنوارو اپنی قسمت آزماؤ یہاں تمہارے لئے ترقی کا کوئی موقع نہیں ہیں۔ مڈل اسکول کے ساتھی ثناء اللہ صاحب فاروقی نے تائید کی ارشاد کا خیر مقدم کیا اور کہا: ۱۹۵۹ء

"وہ پھول سر چڑھا جو چمن سے نکل گیا
عزت اُسے ملی جو وطن سے نکل گیا"

احقر کا تعلق ایک متوسط اور دیندار گھرانے سے ہے جہاں اعلیٰ تعلیم کا کوئی تصور نہیں تھا۔ لازمت کو معیوب سمجھا جاتا تھا قبیلے کے تمام لوگ تجارت پیشہ تھے۔ والد صاحب مرحوم کی بھی چھوٹی سی تجارت تھی۔ وہ کھیتی کی نگرانی کے علاوہ دُعا، پانی، روحانی علاج بھی فی سبیل اللہ کیا کرتے تھے۔

رحمی، مہمان نوازی، رشتے و پیامات جوڑنا، نماز پڑھانا انکا مشغلہ تھا۔

گاؤں کے ہندو مسلم آپ کی عزت کرتے تھے ہندو عورتیں اور بچے دیہاتوں میں دعا کے لئے حاضر ہوا کرتے تھے۔

محترم والد صاحب کی ہمیں نصیحت تھی کہ دوست ایسے شخص کو بناؤ جو تم سے عمر، تجربہ لیاقت میں زیادہ ہو۔ بری صحبت سے بچنے کی سخت تاکید کی جاتی تھی۔

محترم والدہ صاحبہ ... صوم و صلوٰۃ کی پابند تھیں امورِ خانہ داری ...

تحیۃ الغافلین جو ایک پرانی اور بوسیدہ کتاب تھی لیکن بہت اچھے مضامین پر مشتمل تھی
اس کتاب کو اور رسالہ دینیات کو پڑھ کر سنانا اور سمجھانا آپ کی عادت تھی۔

نماز کی بچوں کو سخت تاکید کی جاتی تھی۔ اور نماز کی نگرانی کی جاتی تھی دوران نماز اوپر سے سکے
اچھالے جاتے تھے تاکہ نماز کا شوق پیدا ہو۔

۱۹۵۶ء میں والدہ محترمہ کا سایہ سر سے اٹھ گیا جب کہ میں اُس وقت جماعت پنجم کا طالب
علم تھا۔ بڑے دادی جان (نانی اماں) اور پھوپھیوں نے ہماری نگرانی اور پرورش کی میرے
علاوہ ایک بھائی اور دو بہنیں) ۱۹۵۷ء میں ہماری نئی والدہ محترمہ نے گھر کو رونق بخشی۔

ابتدائی تعلیم سے مڈل تک وطن میں پائی۔ ثانوی تعلیم کے لیے ۱۹۵۹ء میں پربھنی ہائی اسکول
پربھنی میں داخلہ کے لیے محترمہ والدہ صاحبہ نے اپنا طلائی زیور بیچ کر زادِ سفر کا انتظام کیا۔
میرے امی کی یہ مہربانی ہمیشہ یاد رہے گی۔

دوران تعلیم پربھنی میں کئی مشکلات اور آزمائشیں پیش آئیں۔ آئس فروٹ بیچنا چوکیداری
کرنا، لیمپ پوسٹ کے نیچے بیٹھ کر مطالعہ کرنا۔ میرا مشغلہ تھا پھوپھی جان مرحومہ نے میری نگرانی
کی اور ساتھ دیا جن کی بیٹی آج میرے نکاح میں ہے۔

۱۹۶۰ء ایسے حالات میں ایک دردمند اور مخلص انسان فضل اللہ خاں صاحب موظف کمپونڈر
دواخانہ یونانی پربھنی جو اُس وقت حکیم منظور علی صاحب سبزواری مرحوم کے زیر نگرانی خدمت
انجام دیتے تھے۔ نظر پڑی تو بھانپ لیا۔ حکیم صاحب کے اپنے اور دوستوں کے بچوں کی تربیت
کی ذمہ داری مجھ پر سونپی اور ہر طرح کا تعاون کیا جس کی وجہ سے معاشی مشکلات دور ہو گئیں
اور میں بےفکری اور اطمینان کے ساتھ حصول تعلیم میں مصروف ہو گیا ورنہ میں تو تعلیم کو
خیرباد کہنے کے قریب ہو گیا تھا۔

گریجویشن بی۔اے۔۱۹۶۹ء اورنگ آباد سے کیا جبکہ بی۔ایڈ کی ڈگری بھوپال یونیورسٹی سے حاصل کی گئی۔۱۹۷۹ء میں مراٹھواڑہ امبیڈکر یونیورسٹی اورنگ آباد سے اُردو میں ۔اے۔کیا۔

تعلیمی صلاحیت اور قابلیت کے فروغ کے لئے اورنگ آباد کی سرزمین زرخیز ثابت ہوئی ورنگ آباد اولیا اللہ کی سرزمیں، علم کا گہوارہ اور دکن کا پُر فضا مقام ہے۔ یہاں کے قیام میں یرے کلاس میٹ مولوی اسحٰق الدین صاحب اور آپ کے بڑے بھائی محمد ابراہیم صاحب نے ہر طرح تعاون عمل ورہنمائی فرمائی۔

۱۹۶۴ء میں اورنگ آباد۔کی جامعہ اسلامیہ جامع مسجد میں بحیثیت معلم عصری تعلیم (ردو۔مراٹھی) تقرر عمل میں آیا۔احقر نے اپنے مضامین کو پڑھانے کے لئے بڑی محنت اور ش کی۔مراٹھی زبان میں طلبا سے تقریریں کروائی۔اُردو زبان کے فروغ کے لئے کوشش کی م وضبط کو قائم رکھا۔اسی حسن کارکردگی کے باعث ادارہ کے جانب سے ارباب مجاز نے صداقت نامہ توصیفی اور قلیل رقم بطور انعام عطاء فرمائی تھی۔

ادارہ ہذا کے سرپرست اعلیٰ، بانی اور مراٹھواڑہ کی قدر آور شخصیت، شعلہ بیان ، واعظ مذہبی رہنما محترم سعید خانصاحب اور موجودہ ناظم اعلیٰ مولانا ریاض الدین صاحب ق دامت برکاتہم پروفیسر قاسم صاحب اور علماء کرام کی صحبت حاصل رہی حضرت کی انیو شفقت احقر کی دینی ودنیاوی صلاحیتیں اُجاگر ہوئیں اسلئے میں اپنے اُردو ایڈیشن سوم موف کے نام منسوب کرنے کی سعادت حاصل کر رہا ہوں۔

جولائی ۱۹۶۷ء میں معین العلوم سلک ملز پرائمری اسکول میں بحیثیت مددگار مدرس

ادارا ہذا کے میرے رفیق کار اور موجودہ صدر مدرس لائق علی صاحب قابل ذکر وستائش ہیں

اکتوبر ۱۹۷۰ء (عمر ۲۹ سال) مدینۃ العلوم ہائی اسکول ناندیڑ میں بحیثیت مدگار مدرس تقرر

عمل میں آیا خدمات پر فائز ہونے کے بعد درس وتدریس کے ساتھ اپنی صلاحیتوں کو پروان

چڑھانے کا جذبہ جو پہلے سے موجود تھا۔ آج بھی پورے جوش اور ولولہ کے ساتھ موجزن ہے۔

اُردو ایم۔ اے کے لئے رجسٹریشن کروانے کی کوشش کی لیکن آسانی سے اجازت ملنا مشکل تھا

۔اسکے لئے رفیق کار مولوی افتخار علی صاحب مکرم نے آگے بڑھ کر کوشش وسفارش کی تو مسئلہ

آسان ہو گیا۔ موصوف واقعی قائدانہ صلاحیت اور خیر خواہی کے جذبہ کے حامل شخصیت ہیں۔

اپنے دوستانہ طرز روش سے حلقہ احباب اور عوام میں مقبول ہیں۔

دوسرے رفیق کار مولوی مُبشر حسین صاحب فاروقی میں بھی یہی جذبہ کار فرما ہے۔

بی ایڈ کے لئے چند کتب کی فراہمی اوران کی رہنمائی باعث ممنونیت اور تشکر ہے۔

ان مساعی کے ساتھ پیشہ وارنہ رقابتوں کی لہریں بھی اُٹھتی رہیں پھر ان لہروں نے

گروہ بندی کی شکل اختیار کی ماحول عمل در عمل اور چوٹ نے فن سخن کو جلادی اور وقتاً فوقتاً اشعار

نوشتہ دیوار بنتے گے۔

شعر موزوں نہیں کیے جاتے بلکہ خود بخود موزوں ہو جاتے ہیں جس طرح دیوار پر گیند

جتنی طاقت وقوت سے دے ماری جاتی ہے وہ اُسی طاقت اور قوت سے واپس لوٹتی ہے اسی

طرح تاثر شعر کی صورت میں اپنا عکس چھوڑتا ہے۔

ادارہ ہذا مدینۃ العلوم ہائی اسکول جونیئر کالج کے قیام سے پہلے احقر نے اُردو ایم۔اے۔ کی ڈگری حاصل کی تھی اسلئے اُردو لکچرر کے پوسٹ پر احقر کا تقرر عمل میں آیا۔ دوران ملازمت اُردو کا ایک ساوینیر بہار نو کا اپنی نگرانی میں اجرا کروایا جسکے سرورق پر ناچیز کا ایک شعر محمود عشقی صاحب مرحوم نے تھوڑی اصلاح کر کے لکھوا دیا تھا۔

دل و دماغ کو شاداب کیجیے آ کر
بہارِ نو سے مہکتے ہیں پھول گلشن کے

ساوینیر کو بہت مقبولیت حاصل ہوئی رسم اجرا ہوا کافی سراہا گیا اسی طرح انجمن مباحثہ کی ذمہ داریوں کو بھی نبھانے کی کوشش کی۔

۱۷ ستمبر ۱۹۸۸ء کو کالج کی خدمت بحیثیت اُردو لکچرر سے بے دخل کر کے فریق ثانی کو مذکورہ بالا پوسٹ دیا گیا۔

ویسے شاعری مجھے ورثہ میں نہیں ملی البتہ علم دوست خاندان کا چشم و چراغ ہوں۔ دادا حضرت مرحوم کے پاس ذخیرہ کتب میں دیوان غالبؔ دیکھی ہے ط۔ دادا حضرت بڑی اچھی شخصیت کے مالک تھے۔ اونچے پورے گندمی کلر ناک ستوان تھی۔ ظریفانہ طبیعت کے مالک تھے صافہ باندھتے تلاوت کا مشغلہ تھا۔ موصوف کے حلقہ احباب میں اہل علم اور شہر کے معزز حضرات شامل تھے آپ کے ایک دوست قاضی علاوہ الدین صاحب سے حالت ضعیفی عمر ۹۰ سال نورانی چہرہ پاکیزہ لباس خمیدہ کمر عصا لئے ہوئے ملاقات کروائی تھی ان سے بات چیت اور دعائیں آج بھی یاد ہیں۔

دادا حضرت اکثر اشعار و لطائف اور چٹکلے سنا کر اعزا و رشتہ دار و احباب کو محظوظ کیا کرتے تھے اہل خاندان و قرابت داروں کو دینی مسائل بھی بتلا دیا کرتے تھے۔

لیکن یہ تھی شاعری وقت اور ماحول کی پیداوار سب ہاں یاد آ گیا۔

ہاں دکھا دے اے تصور پھر وہ صبح و شام تو

لوٹ پیچھے کی طرف اے گردش ایام تو (علامہ اقبال)

میری عمر تقریباً ۱۲ سال ہوگی ہم اپنے کھیت میں پہنچے خوب کھیلے کودے تفریح کی فطرت کے نظاروں کا مشاہدہ کیا گھاس کے طرّوں پر نظر پڑی تو فی البدیہہ ایک عجیب شعر موزوں ہو گیا۔

کالے دم سگریٹ

اوپر گلابی نیچے سفید

چھوٹے دادی جان نے کافی داد دی سراہا اور خوشی کا اظہار کیا دوسروں کو اس کی خبر دی اور کہا احمد نے کیا اچھا شعر بنایا ہے یہ چرچا کافی دنوں تک چلتا رہا۔

الحمد اللہ مجموعہ کلام ہذا میں جیسا کہ آپ ملاحظہ فرمائیں گے اللہ رب العزت کی حمد و ثنا اور محسن انسانیت سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی نعت پاک سے شروعات کی گئی جو باعث برکت و رحمت کا ذریعہ ہیں پھر غزلیات کا سلسلہ ہے متفرق اشعار و رباعیات ہیں یوم آزادی کے عنوان کے تحت حصول آزادی کے خاطر اہل وطن کی قربانیوں کو بیان کیا ہے۔ ہر جاندار اپنے وطن عزیز سے محبت کیا کرتا ہے نظم حب وطن میں انہیں احساسات و جذبات کو منظوم شکل دے دی ہے۔ مظاہر قدرت گلاب، گل جسم، چاند، سورج، برسات، دھنک، شبنم، تتلی، اور آنکھیں، اور عازمین حج کی روانگی کا وداعی منظر، علماء دین، ائمہ، موذنین اور دینی شخصیتوں کی جو قابل احترام ہستیاں ہیں انکی افادیت اہمیت اور معاشرہ میں انکے مقام اور خدمت کو بعنوان مولوی صاحب بیان کرنے کی کوشش کی ہے۔ پدر محترم اور ماں کی عظمت کو ماں جیسی

محترم ہستی جس کی ممتا کا کوئی نعم البدل نہیں ہے۔ زندگی کے ہر موڑ پر جس کی یاد تازہ رہتی ہے۔ ماں کی عظمت و احسانات پر تفصیلی طور پر روشنی ڈالی ہے۔

مجموعہ ہذا بیاض شاکر کی اشاعت سوم میں احقر کی نئی تخلیقات شامل مجموعہ کی گئی ہے حمد، نماز، دعا، وقت کی اہمیت، علم کی روشنی بہار صحرا، رُباعیات متفرق اشعار اور چند نئی غزلیات کا اضافہ کیا گیا ہے۔ جو سادہ دلچسپ سبق آموز اور قابل عمل شہ پاروں پر مشتمل ہے۔ نئی تخلیقات نے بیاض کو اور زیادہ رونق بخشی اور نکھارا ہے۔ تفصیلی نظم عورت جس سو سے زائد اشعار ہیں اس صنف نازک پر تفصیلی بحث کی ہے۔

مارچ ۲۰۰۷ء اشاعت اول اُردو کی غیر معمولی مقبولیت و پذیرائی نے بیاض اور صاحب بیاض کا تعارف کروایا۔ غیر اُردو داں حضرات کی خواہش اور اصرار پر اس کا ہندی ایڈیشن اپریل ۲۰۰۸ء کو شائع ہوا جس میں لغت کے صفحات بڑھا دئے گے ہیں تا کہ مضامین کے مفہوم و معنی کو سمجھنے میں آسانی ہو ہندی ایڈیشن باعث مسرت ہے۔ ہماری بھارت سرکار اس کے فروغ کے لئے ہر طرح کی کوشش کر رہی ہے۔ اسی طرح اگر حکومت اُردو کی ترقی ترویج کے لئے خاطر خواہ قدم اٹھائے تو اچھا رہے گا۔

اشاعت اوّل اُردو کی کاپیاں ضرورت و مانگ کے پیش نظر ہاتھوں ہاتھ لی گئیں۔ اسکی تلافی اور ضرورت و مانگ کے پیش نظر اشاعت سوم کی طباعت عمل میں آئی جو آپ کے پیش خدمت ہے۔ شرف قبولیت سے ممنون فرمائیں۔

دینی وفقہی اعتبار سے علماء کرام کی مہر تصدیق جس پر ہو جاتی ہے وہ قابل قبول وعمل بن جاتی ہے۔ ادیب حضرات کے بتصرے بھی اچھے رہے جن کو آپ بیاض میں ملاحظہ فرمائیں گے آخر میں پروفیسر یونس فہمی صاحب کے تاثرات پیش خدمات کرتا چلوں۔

جھی سے پوچھا ایک سوال

بیاض شاکر پر ہوا اظہار خیال

موتی کی لڑیاں بکھرے ہیں لعل

مہکتا ہو گلشن ہے کیا بے مثال

قاضی سر، ڈاکٹر فہیم احمد صدیقی صاحب اور فیروز رشید صاحب نے ہندی ایڈیشن کو پیش نظر رکھ کر اظہار خیال فرمایا تھا۔ استعفادہ کے لئے ان کی آراء کو شامل طباعت سوم اُردو بھی کیا جارہا ہے آخر میں اس کاروانِ ادب میں محمد عبدالرشید صاحب انجم جو کہنہ مشق شاعر اور صاحب دیوان (جادہ منزل) شاعر ہیں وہ بھی بتصرہ نگاروں میں شامل ہو گئے ہیں۔ بزرگ شاعر حامد اردھا پوری کی رائے بھی خوب رہی۔ آخر میں ڈاکٹر محمد رشید صاحب صدیقی ریسرچ گائیڈ کے تبصرہ نے تو چار چاند لگا دئے موصوف کے مشورے قبول وقابل عمل ہیں

"شیخ احمد شاکر کلمنوری شعری مجموعہ ماشاء اللہ آپ کی تحریر بھی اچھی ہے آئندہ اور مشق کرتے رہیں تو اور بھی اچھا رہے گا۔ حمد نعت اور دو غزلیں اور گلاب دیکھا ہے پسند آئے شعری اعتبار سے خیالات تمام متاثر کن ہیں۔ (حامد اردھا پوری)

مولانا مجیب الدین صاحب فاروقی مولانا مظہر صاحب قاسمی حمایت نگر کی حوصلہ افزائی قابلِ ذکر وستائش ہے۔

اشاعت اول اردو جو نیا تجرباتی قدم تھا جس نے بہت کچھ سکھلا دیا کسی کام کو کرنے کے لئے عزم استقلال اور استقامت کی ضرورت ہے۔ نشیب وفراز آزمائشیں اور رکاوٹیں ہر مہم کا خاصہ ہے یقین محکم اور عمل پیہم کی ضرورت ہے۔

اشاعت اول سے قبل مسودہ پر نظر ثانی اور اصلاح کرنے والوں میں محترم حافظ حسن صاحب مرحوم کہنہ مشق شاعر عبدالقادر صاحب بیدلؔ مرحوم محمد لطیف الدین صاحب داتار مرحوم

رصابر صاحب بسمتی کی رہنمائی قابل ذکر مستحسن وتشکر ہے۔

محمد مجید اللہ صاحب سپرنٹنڈنٹ کی بیاض کی اشاعت ک سلسلے میں جو دلچسپیاں اور جستجو رہی وہ قابل ذکر ہے۔

الحمد اللہ یہ شعری مجموعہ جس کو آپ ملاحظہ فرمارہے ہیں تقریباً ۴۰ سال پرانا سرمایہ ہے۔ جو کافی عرصے تک گوشہ گمنامی اور دھول کی نذر تھا۔ دریائے گوداوری کے دو مرتبہ سیلاب نے سامان خانہ داری کے ساتھ ذخیرہ کتب کی وہ گت بنائی کہ اللہ کی پناہ اوراق منتشر اور بوسیدگی کا شکار ہوگئے مکان کی دیواریں منہدم ہوگیئں۔

زبانِ قال سے کیا کہیں ہم داستاں اپنی
زبانِ حال ہی کافی ہے ترجمانی کے لئے

تخریب کے آگے میں تعمیر نظر آئی
مٹی میں ملے تخم گلشن میں بہار آئی

سوچا کلام کو کتابی شکل دینا چاہئے تخریب کے آئینے میں تعمیر کی شکل بنی اور شعری مجموعہ بیاض شاکر کی صورت میں آپ کے پیش خدمت ہے۔

الحمد اللہ ایک کے بعد دیگر اسطرح تین ایڈیشن نکلے ہیں جن کی تفصیل حسب ذیل ہے۔

۱۔ شعری مجموعہ بیاض شاکر پہلا اردو ایڈیشن مارچ ۲۰۰۷ء

۲۔ شعری مجموعہ بیاض شاکر دوسرا ہندی ایڈیشن اپریل ۲۰۰۸ء

۳۔ شعری مجموعہ بیاض شاکر تیسرا اُردو ایڈیشن مئی ۲۰۱۱ء

جن علماء کرام کی تقاریظ اور ادیب حضرات نے شعری مجموعہ کلام بیاض شاکر پر روشنی ڈالی جن کے اسمائے گرامی حسب ذیل ہیں۔

علماء کرام	ادیب حضرات
محترم مولانا معین الدین صاحب قاسمی	عالیجناب حامد اردھاپوری صاحب
محترم مولانا مفتی سید تمیز الدین صاحب قاسمی	عالیجناب اے۔این قاضی سر
محترم مولانا محمد ایوب صاحب قاسمی	عالیجناب محمد عبدالرشید صاحب انجم
محترم مولانا مسعود الرحمٰن صاحب قاسمی	عالیجناب پروفیسر یونس فہمی صاحب
محترم مولانا مفتی محمد یوسف صاحب قاسمی	عالیجناب ڈاکٹر فہیم صدیقی صاحب
محترم مولانا عبدالواحد صاحب قاسمی	عالیجناب فیروز رشید صاحب
عالیجناب ڈاکٹر محمد رشید صدیقی صاحب	عالیجناب مولوی زبیر احمد صاحب
محترمہ صدیقی محمدی بیگم صاحبہ	عالیجناب مولوی مسعود اختر صاحب
شفیع احمد صاحب قریشی ایم اے بی ایڈ	

ن حضرات کے علاوہ روز اوّل تا دم تحریر مولانا مفتی سید تمیز الدین صاحب مولانا عبدالرشید صاحب قندھاری کمال الدین صاحب صدیقی ادریس صاحب میمن، محمد فاروق صاحب میمن، عالیجناب عبدالروف صاحب کنٹراکٹر ڈاکٹر خورشید احمد صاحب ایم۔ڈی ارکان اعزازی، بیاض کے لئے ایڈس دینے والے

والے حضرات، ارکان مجلس مشاورت وطباعت جملہ دوست احباب وقارئین کی کاوشیں اور نیک تمنائیں شامل حال رہیں۔ اس تعاون عمل دلچسپی اور حوصلہ افزائی کے لئے بے حد ممنوں مشکور ہوں بفضل تعالیٰ اور آپ کی دعاؤں کاونیک تمناؤں نے اس ہیچمداں کو اس قابل بنایا کہ بیاض شاکر کا تیسرا اُردو ایڈیشن پیش کر سکوں اللہ تعالیٰ اس کو شرف قبولیت عطا فرمائے مصنف وشاعر اور قارئین کی ہدایت کا ذریعہ بنائے۔ تبصرہ نگاروں میں خاتون تبصرہ نگار کی شدید کمی محسوس کی جارہی تھی وہ محترمہ صدیقی محمدی بیگم صاحبہ نے پوری کردی جو باعث تشکر ہے۔

میں اکیلا ہی چلا تھا جانب منزل مگر
لوگ ساتھ آتے گئے اور کارواں بنتا گیا

(مجروحؔ سلطان پوری)

شعری مجموعہ بیاضِ شاکر اشاعت سوم میں ۲۰ مئی تخلیقات کا اضافہ ہوا ہے اور تبصرہ نگاروں میں چند نئے چہرے شامل ہوئے ہیں جن کا تہہ دل سے مشکور ہوں۔

نئی تخلیقات

۱) حمد
۲) حمد
۳) حمد
۴) نعت
۵) دُعا
۶) غزل
۷) عورت جو سو سے زائد اشعار پر مشتمل ہے
۸) محنت کی کارفرمائی
۹) دنیا کی بے ثباتی عالمِ عقبیٰ کی طرف
۱۰) کوشش
۱۱) غزل
۱۲) علم کی روشنی
۱۳) متفرق اشعار
۱۴) سخاوت
۱۵) چیونٹیاں
۱۶) نماز
۱۷) وقت کی اہمیت
۱۸) آنکھیں
۱۹) دُعا
۲۰) غزل
۲۱) بنی آدم

نئے تبصرہ نگار حسب ذیل ہیں

عالیجناب اے۔این۔قاضی سر

عالیجناب حاجی سید۔اے۔اے صاحب موظف جج

پروفیسر فہیم احمد صدیقی صاحب

فیروز رشید صاحب

محمد عبدالرشید صاحب انجم

پروفیسر یونس فہمی صاحب

شفیع احمد صاحب قریشی

ڈاکٹر محمد عبدالرشید صدیقی صاحب ریسرچ گائیڈ

محترمہ صدیقی محمدی بیگم صاحبہ

اسباب تاخیراور درخواست) معذرت زیر نظر شعری مجموعہ کی طباعت کا محترم قارئین ومعاونین حضرات کو شدید انتظار واصرار تھا بعض حضرات نے بار بار اس طرف توجہ مبذول کروائی تھی۔ لیکن بعض ناگزیر حالات کے باعث اشاعت کے کام کو مؤخر کرنا پڑا برادر خورد عبدالصمد صاحب جو بلدیہ کلم نوری میں کلرک تھے۔اور ۳۱ مارچ ۲۰۱۰ء کو ریٹائیرمنٹ کی تاریخ تھی لیکن قضائے الٰہی سے مورخہ ۱۴ فروری ۲۰۱۰ء کو انتقال کر گئے مرحوم کے انتقال پُر ملال اور ایک سال کی طویل بیماری میں اس طرف متوجہ ہونے کو موقع نہیں دیا۔تاخیر کے لئے معذرت خواہ ہوں اور مرحوم کے لئے دُعائے مغفرت کی درخواست ہے

جانے والا جدائی کا غم دے گیا ہے
اشک رواں چشم پرنم دے گیا ہے
لوٹے گا نہیں ہرگز وہ اپنے سفر سے
رہگذر کے وہ نقش قدم دے گیا ہے

شیخ احمد شاکر کلم نوری

مصنف وشاعر بیاض شاکر

شیخ احمد شاکرؔ کلمنوری میری نظر میں

مولوی شیخ احمد شاکر صاحب کا بحیثیت مددگار مدرس تقرر میرے ساتھ ہی مدینۃ العلوم ہائی اسکول میں ہوا تھا۔

یہ غالباً ۱۹۷۱ء کی بات ہے میں تب سے ان کو جانتا ہوں۔ نہایت مخلص، سادہ لوح انسان ہیں جس کام کے کرنے کی دل میں ٹھان لیتے ہیں وہ کام کر کے ہی دم لیتے ہیں۔ ایک اچھے معلم کی حیثیت سے میں ان سے واقف تھا لیکن اس کے علاوہ صحرائے شعر و سخن کے بھی رہرو ہیں۔ اس بات کا علم مجھے بیاض شاکر دیکھکر ہوا۔ جسے وہ اب ہندی میں شائع کر رہے ہیں۔ مانوس اور جانی پہچانی وادیوں کی سیر کرنا کوئی خاص قابلِ ذکر بات نہیں غیر مانوس اور انجان جزیرے کی سیاحی کا عزم کرنا واقعی بڑی ہمت کا کام ہے۔ اس اعتبار سے اگر دیکھا جائے تو شیخ احمد شاکر میری نظر میں قابلِ صد تحسین ہیں کہ انہوں نے ایک ایسی وادیٔ سفر کا آغاز کیا جس وادی کی راہ کے نشیب و فراز سے وہ آگاہ نہیں ہیں۔ میں ان کے حوصلے کی داد دیتا ہوں اور اللہ تعالیٰ سے دُعا کرتا ہوں کی ان کی اس زیر اشاعت تصنیف سے لوگوں کو سبق حاصل کرنے کا موقع ملے۔

ایک شعر ان کی شخصیت کی نذر ہے

بہت ہی سادہ ہے تو اور زمانہ ہے عیاؔر
خدا کرے کہ تجھے شہر کی ہوا نہ لگے

خیر اندیش

پروفیسر ڈاکٹر فہیم صدیقی

نوٹ: ہندی ایڈیشن کے لئے ڈاکٹر موصوف نے اپنے تاثرات لکھے تھے۔

अभिप्राय

एन.एन. काझी साहब

मेरा अभिप्राय

सनमाननीय उर्दु हिन्दी कवी शे. अहेमद सहाब शाकेर कलमनुरी उर्दु प्राध्यपक कनिष्ठ महाविद्यालय मदिनातुल उलूम हाईस्कूल नांदेड की प्रतिभाशाली काव्यवृति का अवलोक तथा पठन करने का अवसर मुझे मिला यह मेरा सदभाग्य मैं समझता हूँ !

श्रीमान की सभी कविताओं का मेने मनःपूर्वक और श्रद्धा भाव से केवल पठनही नही बलिक रसग्रहण भी किया । जैसा के संस्कृत में कहागया है रसात्मकम वाक्यम काव्यम इनके काव्य रचना में काव्य की विशेषताँए द्दगोचर होती हैं । अलंकार, वृत्र, उपमा, भावन्तकटती अनुभूती है पाईजाती हैं । हिन्दी तथा उर्दू काव्यात्मकता की अनुभूति कवीर्य शाकेर सहाब के रचना में मैने पाया । विशेषताः गजल, हमदे बारी वगैरा, कविता सचमुच मन को लुभाकर अंतःश्र्वक्ष प्रसन्न करती हैं ।

हुब्बे वतन कविता का पठन करते समय कविता का पढने वाला मातृभुमि और प्रभावित होजाता है ।

आरजू कविता में उदघृत कवी के विचारें पढते समय मानवी जीवन मे सिवाय भगवान के चरणो मे लीन होने के अन्य भाव मन को स्पर्श नही करता ।

कवीवर्य शाकेर साहबने काव्य रचना में समकादि रचना को संभालते हुए गेयता, कल्पकता, आदि गुर्णो की और विशेषकर ध्यान दिया.

संक्षिप्र में यह के वे एक प्रतिभा शाली किव हैं । इनका काव्य संग्रह पढकर मेरा मन बहुतही प्रसन्न हुआ । भगवान से प्रार्थना है की उन की काव्य चेष्टाओं का विजयश्री दे ।

ए.एन. काझी
सेवानिवृत्त अध्यापक
एम ए. (मराठी) बी.एड. तथा
हिन्दी पारंगत (आगरा) उमर कॉलनी
शहजाद मंजिल, नांदेड.

تبصرہ

عالیجناب
سید عظمت علی صاحب
(موظف جج سیشن کورٹ ناندیڑ)

بی۔اے۔ایل۔ایل۔بی ایل۔ایل۔ایم

شعری مجموعہ بیاض شاکر شیخ احمد شاکر کلمنوری

کی کتاب کا مطالعہ کیا۔آپ کی زبان سادہ اور دلچسپ ہے۔دعوتی انداز میں لکھتے ہیں مذہب کے ساتھ حب الوطنی مظاہر قدرت کی عکاسی ملتی ہے۔علماء کرام اور ادیبوں نے سراہا ہے۔کلام کی سادگی، کے باعث معاشرے کا ہر طبقہ اس کو سمجھ سکتا ہے مجموعی اعتبار سے ان کا مجموعہ کلام قوم وملت کے لئے افادیت رکھتا ہے۔موصوف مذہب وملت کیلئے فکر مند رہتے ہیں قوم کی فکر اصلاح کے واسطے کوشاں ہیں اور اس کی دعوت بھی دیتے ہیں تعلقہ کلمنوری ضلع ہنگولی کے متوطن ہیں آپ بہت ہی ملنسار روادار ہیں ۔بھائی چارگی کا درس دیتے ہیں۔

آپ تعلیمی قابلیت کے عتبار سے ایم۔اے۔بی ایڈ ہیں ٹیچر ولکچرر مدینۃ العلوم ہائر سیکنڈری اسکول وکالیج میں درس وتدریس کا کام انجام دیتے رہے۔

ان کا یہ مجموعہ کلام کا تیسرا ایڈیشن ہے۔اس سے پہلے ازدو اور ہندی میں دو ایڈیشن شائع ہو چکے ہیں مطالعہ کے بعد اس نتیجہ پر پہنچا ہوں اور متمنی ہوں کہ شاکر صاحب دن دوگنی اور رات چوگنی اپنے فن میں ترقی کرتے رہیں اور اسی طرح قوم وملت کی خدمت کرنے کی اللہ تعالیٰ انھیں توفیق عطا فرمائے (آمین)

سید عظمت علی صاحب
(موظف جج سیشن کورٹ ناندیڑ)

بی۔اے۔ایل۔بی ایل۔ایم

تقریظ

ازمحترم مفتی سید تمیزالدین صاحب قاسمی

محلہ پیر برہان، نگر ناندیڑ۔

بیاضِ شاکرنامی شعری مجموعہ جو جناب شیخ احمد صاحب شاکرکلم نوری نے مرتب فرمایا۔ دیکھنے کا اتفاق ہوا۔ ماشاء اللہ مرتب ادبی ذوق رکھتے ہیں جو اس دور پر فتن میں نایاب ہے۔ اس شعری مجموعہ میں موصوف نے اپنے فنکار کو اُمت کے سامنے بڑے ہی سادے انداز میں دعوتی فکر کے اعتبار سے بہت عمدہ پیش کیے، خصوصاً والدین پر مبنی نظم اور حُبُّ الوطنی اور جناب مولوی صاحب و سحرخیزی جیسے عنوان انشاء اللہ اُمت کے لئے فائدہ بخش ثابت ہونگے۔

والسلام

شرح دستخط

مفتی صاحب

گر ممکن ہوتا قیامت تیرا ذکر مُدام کروں

گر تو بلالے، تیری مرضی کا احترام کروں

شاکرکلم نوری

بسم اللہ تعالیٰ

شاکر صاحب کی شاعری

شیخ احمد شاکر صاحب کی بے مثال شاعری پر جن مستند شعرائے اکرام وعلمائے عظام نے اپنی گرانمایہ آراء دیں ان کے بعد ضروری نہیں تھا کہ اس بے ہنر، کم فہم اور بے مایہ کی ناقص رائے بھی لی جائے۔ لیکن شاکر صاحب کے اصرار کے باعث کچھ کہنا ہی پڑ رہا ہے، تاہم کیا کہوں کیسے کہوں اور بات کو کہاں سے شروع کروں کی قلمی جکڑ بندی روانیٔ قلم پر اثر انداز ہو رہی ہے۔

شاکر صاحب کا یہ تیسرا مجموعہ کلام ہے جو زیورِ طبع سے آراستہ ہو رہا ہے۔ اُردو کے باذوق قارئین کے اصرار ہی پر شاید یہ منظرِ عام پر آ رہا ہو۔ اس تیسرے مجموعہ کی اشاعت پر میں اُنھیں دلی مبارک باد دیتا ہوں کہ مستقبل میں بھی موصوف اپنی کاوشوں کو جاری رکھیں گے اور اپنے "پُر مغز" کلام سے (سوائے اس ناچیز کے) اپنے سادہ لوح قارئین کو مستفید فرماتے رہیں گے۔

غزل کی تنگ گلیاریاں ہوں کہ نظم کی پگڈنڈیاں ہوں ان پر سے بآسانی گزر جانا توازن کو برقرار رکھنا اور وضعداریٔ شعرگوئی پر قائم رہنا ایک نہایت مشکل عمل ہے۔ اس مشکل عمل سے شاکر صاحب بظاہر گزر تو چکے ہیں لیکن کتنے لڑکھڑائے اور کتنے ڈگمگائے کاش کہ اس کا احساس اُنھیں ہو جاتا۔ میں موصوف کی ہمت، جرائت اور حوصلہ مندی کی داد دیتا ہوں کہ گرانی کے اس ہوش رُبا دور میں اپنا "کلام مالا کلام" کو شائع کروا کر گرانی زدہ عوام کی خدمت میں پیش فرما رہے ہیں علاوہ ازیں ایک نہایت ہی حقیقت سے موصوف کو آگاہ کرنا ضروری سمجھتا ہو کہ دیگر بڑی زبانوں کے شعر وادب میں اُردو شعر وادب کا ایک نمایاں مقام ہے اُنہوں نے اسکی تزئین اور ترقی کے لئے جو کار نمایا انجام دیے وہ اسقدر وقیع اور عظیم ہیں کہ اُردو کی عظمت اور برتری کے لئے کافی ہیں۔ اس کھلی حقیقت سے آگاہی کے بعد اس دور کا کوئی بھی فنکار یقیناً خود احتسابی کے عمل سے گزریگا اور اپنی تخلیقات کی اشاعت کے بارے میں "غور کر کر" کے ذاتی عمل سے گزر کر خود کے بارے میں خود ہی انصاف کر لے گا۔

وَمَا عَلَيْنَا إِلَّا الْبَلَاغ

شرح دستخط

(فروفیسر یونس فہمی صاحب)

بسمہٖ تعالیٰ

شیخ احمد صاحب شاکرؔ کلم نوروی کی شخصیت اور شعر گوئی

مولوی شیخ احمد صاحب شاکر مدینۃ العلوم ادارہ کے (۱۹۷۰ = ۱۹۹۹) ایک فعال، محنتی اور فرض شناس اساتذہ میں شمار ہوتے ہیں موصوف کی ادب سے غیر معمولی دلچسپی، خدمات و کاوشیں قابل ذکر لائق تحسین اور مبارک باد ہیں۔ موصوف نے سبکدوشی کے بعد ان ۱۱ سالوں میں اپنے شعری مجموعہ کلام کے تین ایڈیشن شائع کئے ہیں جن میں ایک ہندی ایڈیشن بھی شامل ہے۔ دور حاضر میں یہ ایک ادبی، قومی اور ملی کارنامہ ہے۔ اس ضمن میں علماء عظام، ادیب حضرات کے تبصرے و تاثرات بڑی اہمیت رکھتے ہیں۔ بیاض شاکر کے مطالعہ سے بہت سے حقائق پر روشنی پڑتی ہے جو قابل غور اور توجہ ہیں۔

موصوف نے جس عنوان پر بھی قلم اُٹھایا ہے اس کو کماحقہٗ پورا کرنے کی کوشش کی ہے۔ بقول پروفیسر یونس فہمی صاحب اُنھیں مناسب رہنمائی کی ضرورت ہے تاکہ ان کے فن کو جِلا ملے اور نکھار آجائے۔ میں ایک محب اُردو کی حیثیت سے ہر طرح حوصلہ افزائی اور تعاونِ عمل کے لئے کوشاں رہوں گا

خیر اندیش

شفیع احمد صاحب قریشی

اظہارِ خیال

مولوی شیخ احمد صاحب شاکر موظف مدرس سے ناچیز کا تعارف بہت دنوں سے ہے۔ جہاں تک مجھے یاد ہے ۱۹۷۹ء کی بات ہے۔ برادرم پروفیسر محمد سعد الدین صاحب کی خانہ آبادی کے ضمن میں تہنیتی شعری نشست راقم الحروف کے مکان واقع محلہ ناوگھاٹ میں رکھی گئی تھی۔ موصوف نے کلام سنا کر محفل کو گرما دیا تھا۔

آپ کا تعلق اردو کے حوالے سے پیشہء تدریس سے رہا اور آپ کی کارکردگی ناندیڑ کے قدیم ادارہ مدینۃ العلوم ہائی اسکول اور جونیر کالیج میں رہی آپ کو شعری ذوق بچپن سے رہا جیسا کہ پیش لفظ سے ظاہر ہے۔ طبعیت میں سادگی اور دینی مزاج پایا ہے، بہت سے اشعار اس خصوصیت کے ترجمان ہیں

کچھ دنوں پہلے غریب خانے پر تشریف لائے اور اشاعتِ بیاض شاکر کا ارادہ ظاہر فرمایا کلام بھی باصرہ نواز ہوا۔ مولوی صاحب کے احترم کو ملحوظ رکھتے ہوئے میں نے چند مشورہ دیئے مولوی صاحب اپنی مصروفیت کی وجہ سے اور اُن کے چند احباب کو بیاض کی اِشاعت کی عجلت ہونے سے شاید اُن پر توجہ نہ دے سکے۔

مولوی صاحب کے ایک بزرگ کرم فرما محترم لطیف الدین داتآر صاحب جن کی نعتوں کا مجموعہ نغمات ایمانی شائع ہو چکا ہے کی علالت سے بھی عدم سہولت رہی۔ نقادان ادب سے گذارش ہیکہ مولوی صاحب کے خیالات اور احساسات کو دادِ تحسین سے نوازا جائے۔ پرور دِگارِ پاک سے دعا ہیکہ بتصدق سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم صاحب بیاض آئندہ شعر گوئی میں ترقی کی منزل طے کریں۔

خیر اندیش

محمد اکمال الدین صدیقی ساجدؔ

وساوا نگر، ناندیڑ۔ ۱۵۔ مارچ ۲۰۰۷

تبصرہ کلام شاکرؔ

محمد عبدلراشید صاحب انجم

(ورنہ آپ سے عرض کی جرات نہیں مجھے)

آیئے اور ملاحظہ کیجئے اور ایک صاحب دیوان شاعر کا اضافہ ہوا ہے ویسے ان کا وطن کلمنوری ہے جہاں علم وادب کے لئے زمین زرخیز رہی ہے۔

ناندیڑ ان کا وطن ثانی ہے۔ جناب شیخ احمد صاحب ولد شیخ امام صاحب (ایم۔اے۔بی۔ایڈ)

قلمی نام شاکرؔ پیشہ درس وتدریس میں بچوں کو انسان بنانے کا کام طویل عرصے سے انجام دیتے رہے ہیں اس سے فارغ ہونے کے بعد اپنی تعمیری ودینی شاعری سے جوانوں ضعیف العمر لوگوں کو سدھارنے سیدھا راستہ دکھانے کیلئے اپنی کوششوں میں مصروف ہیں۔ان کے اس جذبہ کی جس قدر قدر دانی کیجائے کم ہے۔

(مناسب تو یہ تھا کہ مسودہ کسی اہل نظر کے حوالے کرتے)

ویسے ان کی بہت سی غزلیں نظمیں حمد نعت بہت اچھی اور دل کو چھو لینے والی ہیں جس کو پڑھ کر طبعت میں سرور وشادگی اور خوشی محسوس ہوتی ہے نہایت ملنسار با اخلاق خلوص سچائی کے علمبر دار سیدھے سادے ایک ہی ملاقات میں ایسا محسوس ہوا کہ برسوں کی شناسائی ہے۔ یہی بات ان کی شاعری میں ہے۔ سلیس سیدھی آسان زبان ومحاورے ان کی غزلوں کی شناخت ہیں۔

حج بیت اللہ سے بھی فیض حاصل کر چکے ہیں۔ شاید اسی لئے انہیں شہرت وناموری پسند نہیں ہے۔ مشاعروں میں بھی شرکت کم ہی کرتے ہیں اور اخبار ورسائل میں بھی اشاعت کے لئے کلام نہیں بھیجا ہے ان کا پہلا مجموعہ کلام اُردو میں جسمیں ۵۵ صفحات ہیں

حمد نعت، غزلیں، آرزو، متفرق اشعار یوم آزادی چاند، گُلِ متبسم، گُلاب شبنم تتلی، دل جلاؤ کہ روشنی کم ہے، جگنو برسات دھنک شجر کاری مولوی صاحب پدر محترم ماں کی عظمت حب وطن آنکھیں سحر خیزی رُباعیات شاکر اور عازمین حج کا ودائی منظر کلام کی خوبیاں جو دل کو ایمان کی حرارت اور تازگی بخشتی ہیں۔

مجموعہ کلام بیاض شاکرؔ اشاعت اوّل مارچ ۲۰۰۷ء میں عمل میں آئی اردو اور غیر اُردو داں احباب کی خواہش و اصرار پر اپریل ۲۰۰۸ء میں ہندی ایڈیشن کی اشاعت عمل میں آئی ۔ اسکے علاوہ مجموعہ کلام کا تیسرا ایڈیشن اُردو زیور طباعت سے آراستہ ہونے کے لئے بالکل تیار ہے۔ (بلکہ آپ کے زیر نظر ہے)

ویسے آج کل شاعری کا صحیح ذوق رکھنے والے افراد کم ہوتے جا رہے ہیں میری سمجھ بوجھ کے لحاظ سے اس کی وجہ ہندی کو مرکز کی زبان اور مراٹھی کو علاقائی زبان کے طور پر عروج پر لے جانے کے لئے حکومت سر پرستی کر رہی ہے۔ اسکے باوجود اُردو شاعری کا جادو ابھی برقرار ہے اور مشاعروں سے اسکی تصدیق ہو جاتی ہے۔ جب کہ ہندی مراٹھی مشاعروں کا جادو ابھی نہیں چل رہا ہے۔ اُردو پڑھنے والوں سے میری گزارش ہے کہ شاکرؔ صاحب کے تینوں مجموعہ کلام کو خرید کر پڑھیں اور اس سے فائدہ حاصل کریں۔ اور ان کے جذبہ کی قدر کریں اور ان کے جذبہ کی قدر دانی کرتے ہوئے داد تحسین سے نوازیں اور شعر گوئی میں ترقی کے لیے دُعا فرمائیں۔

خیر اندیش

خادمِ اُردو رشید انجمؔ

بلاک نمبر ۱ امکان نمبر ۸۱، لیبر کالونی، ناندیڑ فون:

تبصرہ

ہندی کی محفلوں میں شاکر دیکھو آیا

اُردو میں گیت گایا ہندی نے سنگر آیا

ریاض شاکر کا ہندی ترجمہ آپ کے ہاتھوں میں ہے یہ اُردو کے شاعر شیخ احمد شاکر کی غزلوں گیتوں اور نعتوں کا مجموعہ ہے شیخ احمد شاکر ایک سیدھے سادے آدمی ہیں اور بڑے نیک ہیں ان کی شاعری جیسی بھی ہے وہ آپ کے سامنے ہے انھوں نے اپنی شاعری کے ذریعہ عام آدمی کے جذبات اور احساسات کو پیش کیا ہے۔ وہ کہتے ہیں۔

یادِ ماضی کی حسیں گھڑیاں چشم دریا اُبلتا جاتا ہے

زندگی کی سچائی بیان کرتے ہوئے شاکر صاحب نے کہا

لمحہ لمحہ کا کھل جائے گا بھرم اے غنچہ تو ذرا کھلکھلا کے دیکھ

آج ایک غریب آدمی انصاف پانے کے لئے دردر کی ٹھوکریں کھاتا پھرتا ہے۔ اور انصاف ملنے کی آس میں کبھی کبھی دم توڑ دیتا ہے شاکر صاحب نے اس طرف توجہ مبذول کرائی ہے۔ اور بھی بہت سارے اشعار ایسے ہیں جن میں شاکر صاحب نے سماجی بُرائیوں کی طرف اشارہ کیا ہے۔ ریاض شاکر کی پہلی اشاعت مارچ ۲۰۰۷ء میں عمل میں آئی اور اب اس کا ہندی ترجمہ (ہندی ایڈیشن) کی اشاعت عمل میں آرہی ہے۔ میں اس موقع پر جناب شیخ احمد شاکر صاحب کو مبارکباد دیتا ہوں اور اُمید کرتا ہوں کہ وہ آئندہ مستقبل میں لکھنے کا کام جاری رکھیں گے۔

اے انصاف بتا کہاں ہے تیرا پتہ

بستی بستی صحرا صحرا تجھکو پکار آیا

بہت ساری دُعاؤں کے ساتھ

فیروز رشید، رکن اُردو اکیڈمی مہاراشٹر

اور کوی ایوں پنچ سیکا لک (ناندیڑ مہاراشٹر)

نوٹ: الحمد اللہ شعری مجموعہ ریاض شاکر کا ہندی ایڈیشن ۲۰۰۸ء میں شائع ہو چکا ہے

زیر نظر یہ تیسرا ایڈیشن ہے۔ جو دوسری مرتبہ کی تخلیقات تقریباً (۲۱) اضافہ کے شائع ہوا ہے

جس سے موصوف نے تبصرہ کیا تھا

بسمہ تعالیٰ

تقریظ

الحمداللہ وحدہٗ والصلوٰۃ والسلام علیٰ من لانبی بعدہٗ!

امابعد۔ اللہ تعالیٰ نے انسان کو پیدا کر کے اُس کو بیان کی قوت عطا فرمائی فرمایا خلق الانسان وعلمہٗ البیان کہ اللہ تعالیٰ نے انسان کی تخلیق کی اور اُس کو بیان سکھلا دیا۔ اسی بیان کی دو قسم ہے ایک نثر دوسرے نظم۔ نثر نگار کو ادیب کہتے ہیں۔ اور نظم واشعار کہنے والے کو شاعر۔ قرآن مجید میں مستقل ایک سورۃِ مبارکہ کا نام ہی سورۃ الشعراء ہے۔ جسمیں ایمان والے اعمالِ صالحہ ذکراللہ سے متصف شعراء کو گمراہی سے مستثنیٰ قرار دیا ہے اور اللہ کے رسولؐ نے بھی شعر کی تعریف کرتے ہوے فرمایا ہے۔

(اِنَّ مِنَ الشِّعرِ لَحِکمَۃً و اِنَّ مِنَ البَیَانِ لَسِحرًا) تو معلوم ہوا کے شعر گوئی کوئی بری بات نہیں بلکہ ہر سلیم الطبع انسان میں یہ صفت ہوتی ہے۔ اور قدیم وجدید دور میں ایسے شخصیات گزری ہیں۔ اور آج بھی موجود ہیں۔ انہیں میں ہمارے عالی جناب مولوی شیخ احمد صاحب شاکر ایم۔اے۔بی۔ایڈ ہیں۔ جو مدینۃ العلوم جونیر کالج میں خدمت تدریس سے وابستہ رہے اور حسن خدمت پر سبک دوش ہونے کے بعد اپنے مجموعۂِ کلام کو جمع فرمایا اور مختلف اصناف کلام پر طبع آزمائی فرمائی۔ اور اساتذہ سے اصلاح کے ساتھ دادیں حاصل فرمائی۔

سب سے بڑی خوبی ان کے کلام کی سادگی ہے اور بقول غالب :

ع کہتے ہیں کہ غالب کا اندازِ بیاں اور چاہے تو یہ شاکر کا مصداق ہے

میں نے چند جگہوں سے ان کے کلام کا مطالعہ کیا اور بے ساختہ یہ بات ذہن آئی کہ

ع یہ مسائل تصوف یہ تیرا بیان شاکر

غالب کی روح سے معذرت کے ساتھ بہر حال مولوی شاکر صاحب اپنے مجموعہ کلام کو شائع کرنے جارہے ہیں اور بیاضِ شاکر نام تجویز فرمایا ہے۔ دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ موصوف کے کلام کے مجموعہ کو مقبولیت عطا فرمائے اور عوام اور خواص اس سے مستفید ہوں۔ آمین دعاگو : (مولانا) محمد معین الدین (صاحب) قاسمی

بیاض شاکر کے عنوان سے مرتب کردہ شعری مجموعہ نظر سے گذرا۔
محترم جناب شیخ احمد صاحب نے مختلف موضوعات پر اپنے افکار کو عام فہم اور سہل انداز میں پیش کرتے ہوئے معاشرے کے ہر فرد کو اصلاحی پیغام دیا ہے۔

ظلمت جہل کا دور دورہ ہے

شمع علم جلاؤ کہ روشنی ہوگی۔

والدین پر مبنی نظم حب الوطنی، سحر خیزی، چیونٹیاں، وقت کی اہمیت، علم کی روشنی اِن میں خلوص، محبت، ایثار و قربانی کا جذبہ ملتا ہے۔ اِن کے کلام میں خدا شناسی اور جہاں بینی کی جھلک ملتی ہے۔

عورت کے عنوان سے ایک جامع اور مکمل کلام پیش کیا گیا ہے خیالات کا تسلسل اور روانی ذہن پر گہرا اثر مرتب کرتی ہے۔ عورت کا ظاہری اور باطنی حُسن اُس کی نفسیات اور مزاج کی نزاکتوں کو بڑے دلکش پیرائے میں لکھا ہے۔

صد شکر کے لکھنے کی توفیق دی خدا نے

شاکر کو کیا تخیل بخشا ہے خدا نے

میری دعاء ہے کہ اللہ تعالیٰ اُن کی اِس پر خلوص کوشش کو قبول فرمائے اور اُمت مُسلمہ کو بھرپور استفادہ حاصل کرنے کی توفیق عطا فرمائے آمین

صدیقی محمدی بیگم ایم۔اے۔بی۔ایڈ۔
موظف صدر معلمہ مدرسہ مدینۃ العلوم ہائی اسکول و
جونیئر کالج ناندیڑ۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم

فنِ شاعری زمانہ قدیم سے ہی بام عروج پر رہی ہے۔ اسی وجہ سے انسان شعراء سے بہت جلد متاثر ہو جاتے ہیں۔ شاعری میں تخیلاتی پہلو کے ذریعہ اپنے مافی الضمیر کو ادا کیا جاتا ہے۔ یہ تخیلات کبھی ہجوہ کی شکل میں ہوتے ہیں کبھی مدح کی شکل میں شاعر اپنے تخیلات کی عکاسی مختلف زاویوں سے کرتا ہے۔ ہر شاعر کا شاعرانہ تخیل اس کی اپنی وجدانی کیفیت پر منحصر ہوتا ہے۔ ہر دور میں شاعری کے الگ الگ انداز اور رنگ ڈھنگ نظر آتے ہیں۔ کسی دور میں شاعری جنگجویانہ تخیلات کا مرصع رہی ہے تو کبھی صوفیانہ تخیلات کا مرصع رہی ہے تو کبھی فلسفیانہ خیالات کا مرصع رہی ہے اور کبھی عشق و محبت کی داستاں کا مرکب امتزاج رہی ہے تو کبھی عابدانہ تخیلات کا مرصع رہی ہے تو کبھی سیاسی رہبانی تخیلات کا مرصع رہی ہے۔ غرض ہر دور میں شاعری کو ایک نیا جنم ملا ہے۔ آج جب کہ ہر طرف فتنہ وفساد پھیلا ہوا ہے۔ ہر طرف فلمی انداز کی شاعری چل رہی ہے ایسے ماحول میں کافی عرصے سے کچھ زندہ دل شعرا کی ضرورت محسوس کی جارہی تھی۔ جو اپنے اشعار کے ذریعہ پراگندہ ماحول کو نیک ماحول میں تبدیل کرے اور اپنی شاعری کے ذریعہ دین اور دعوتی فکر کو اجاگر کرے۔

ع اُٹھ اے اُمت کے والی کفر دھمکاتا ہے تجھے

میرا وجدان یہ کہہ رہا ہے مجموعہ کلام شاکر شیخ احمد شاکر آنے والے دنوں میں اسلام کے انقلاب کا ذریعہ بن جائے اور رہتی دنیا تک اپنی پوری آن وبان کے ساتھ جاری رہے۔ اور اپنی ترقی کی منزل پر گامزن رہے۔

شرح دستخط

از مولانا محمد ایوب قاسمی صدر

جمعتہ علماء ناندیڑ۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمد للہ کفٰی وسلامٌ علی عبادہ الذین اصطفٰی

اما بعد ان من الشعر لحکمۃ، شعر میں حکمت مضمر ہے

ہمارے کرم فرما جناب شیخ احمد شاکر (ایم اے بی ایڈ) کے جگر پاروں کا مجموعہ بیاضِ شاکر میرے سامنے ہے اکابر علماء کی تقاریظ کے ساتھ، اِس ناکارہ، کی تقریظ ریشم پر ٹاٹ کا پیوند کے مصداق ہے۔

البتہ بیاض شاکر کا جستہ جستہ مطالعہ سے بے حد محظوظ ہوا ہوں، حق تعالیٰ شانہ، بے حد قبول فرمائے بالخصوص داعیانہ انداز اشعار میں نمایاں ہے اللہ پاک امت کو استفادہ کی توفیق عطا فرمائے

فقط

(مولانا) مسعود الرحمن فاروقی پالن پوری، مقیم ہنگولی

خادم (خلیفہ) حضرت کفایت اللہؒ پالن پوری

تقریظ

نحمدہ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم

ہر دور میں صالح اور سلیم فکر رکھنے والے رہے ہیں اور انھوں نے معاشرہ کی اصلاح کی مختلف طرق سے ممکن مقدور بھر کوشش کی ہے۔ ایسے حضرات میں ادبی ذوق رکھنے والے بھی پیش پیش رہے جیسے بڑے لوگوں میں شیخ سعدی، حافظ شیرازی علامہ اقبال وغیرہ نے اونچے معیار پر اور ان سے کم درجہ کے لوگوں نے اپنی بساط پر بہت کچھ اصلاحی پیغام منظوم کیا ہے اور یہ کسی پر مخفی نہیں کہ منظوم کلام کی تاثیر کثر نثر سے قوی ہوتی ہے۔ عالیجناب شیخ احمد ولد شیخ امام صاحب کا شعری مجموعہ بیاض شاکر بھی ایسی ہی کوشش ہے۔ میری دعاء ہے کہ اللہ تعالیٰ انکی اس کاوش کو قبول فرمائے اور معاشرہ کیلئے اصلاح اور ان کے لئے نجات کا ذریعہ بنائے۔ آمین

شرح دستخط

(مولانا) عبدالواحد قاسمی (صاحب) دامت برکاتھم

(امام وخطیب مسجد قریشیہ چوک ناندیڑ۔

زبان خاموش ہے لیکن دل رو رہا ہے آج
ایک عالمِ دیں ہم سے وداع ہو رہا ہے آج
عالِم کی موت عالم کی موت ہے
زبانِ حال سے کوئی کہہ رہا ہے آج

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الحمد اللہ کفیٰ وسلام علی عبادہ الذین اصطفیٰ

الحمدٗ لاھلہ والصلوٰۃ لاھلھا، اما بعد!

اسلام ایک دعوتی مذہب ہے، اور دعوت کے مختلف طریقے ہیں کبھی تو دعوت بذریعہ نظم اور کبھی دعوت بذریعہ نثر، البتہ ہردو انداز میں مترجمین اسلام نے اپنی جولانی طبع دکھائی ہے اور بے مثال کاوشوں کے ذریعہ مذہب اسلام کی ہرممکن ترجمانی کی ہے۔

حضرت عبداللہ بن رواحہؓ اور حضرت حسان بن ثابتؓ یہ تو افق شاعری کے نیر تاباں تھے لیکن ان کے بعد بھی امت مسلمہ میں بے شمار عظیم ترین ہستیاں گذری ہیں جنھوں نے اپنی خداداد صلاحیتوں کے ذریعہ اسلام کے آفاقی پیغام کو شائع کرنے کی بھرپور کوشش کی ہے۔ جن میں شیخ سعدی شیرازیؒ، علامہ اقبال، اکبرالہ آبادی اور حالی مرحوم وغیرہ کے نام بہت ہی مشہور ہیں۔

الحمد اللہ آج بھی یہ عظیم ترین تحریک برابر جاری وساری ہے اور انشا اللہ تعالیٰ تاقیامت چلتی رہے گی۔

زیر نظر شعری مجموعہ بیاض شاکر بھی اسی سلسلۃ الذھب کی ایک کڑی ہے جو کہ مولوی شیخ احمد صاحب کلموری (ایم۔اے۔بی۔ایڈ) کی خداداد فکری کاوشوں کا نتیجہ ہے۔ جسمیں موصوف محترم نے نہایت سہل، عام فہم، اور دعوتی انداز میں معاشرہ کے ہرفرد کو ایک خاص پیغام پہنچانے کی کوشش کی ہے۔

خداوند قدوس اس مجموعہ کے ذریعہ امت مسلمہ کو خوب، خوب فائدہ حاصل کرنے کی توفیق عطا فرمائے (آمین)

نیازمند۔

(محترم) مفتی محمد یوسف قاسمی صاحب

استاذ حدیث دارالعلوم محمدیہ حمایت نگر، ناندیڑ۔

بسمہ تعالیٰ

سلیقہ شعار شاعر شاکرؔ کلم نوری

تاریخ عالم شاہد ہے کہ انقلاب ام میں خطیب کی زبانی، مجاہد کی تلوار، مدبر کے دماغ کے ساتھ ساتھ شاعر کا قلم بھی کام کرتا رہا ہے۔ شاعر اپنے ماحول سے متاثر ہوتا ہے اور کاغذ پر اپنے فکر و تامل کا نچوڑ چند منظوم الفاظ میں مرتسم کر دیتا ہے۔ بعض دفعہ وہی چند الفاظ روح عمل اور حیات کل بن جاتے ہیں۔ شاکر

صاحب کا مجموعہ کلام جو زیور طبع سے آراستہ ہو رہا ہے۔ اردو دُنیا کے لیئے ایک بہترین نعمت سے کم نہیں۔ اسکی اشاعت پر میں انھیں دلی مبارکباد پیش کرتا ہوں کہ اس ناگفتہ بہ حالات میں اردو کی خدمت لائق تحسین ہے۔ غزل کی مشکل صنف اور نظم کی دشوار رہ گذر سے وہ آشنا ہیں۔ آج شاعری صرف مشاعروں کی حد تک محدود ہے۔ شعر گوئی پر قائم رہنا ایک مشکل کام ہے۔ وہ اس مشکل کام کو بہ آسانی کر گذر رہے ہیں۔ جو قابل ستائش ہے۔ اُن کی شاعری دعوتی مزاج کی ہے۔ اس میں تصوف کی چاشنی کم ہے موصوف اگر بزرگان دین کی قدیم شاعری سے استفادہ حاصل کریں اور کسی اُستادِ فن سے رہبری حاصل کریں تو اُن کی شاعری میں چار چاند لگ جائیں گے وہ لوگوں کے لیئے ایک نئی فکر پیش سکیں گے۔ آج کہ اس دور میں جہاں انھوں نے قلم اُٹھایا ہے وہ اُن کا طرز ہے قارئین خود کے بارے میں اور شاعر کے بارے میں اپنی نئی سوچ پیدا کرلیں۔ خدا تعالیٰ اُن کے عزائم کو برقرار رکھے اور شعری سلیقہ کو خوب سے خوب نکھارے۔

شرح دستخط

ڈاکٹر محمد رشید صدیقی

ریسرچ گائیڈ ایس۔ آر۔ ٹی۔ یونیورسٹی ناندیڑ۔

ایک نظر بیاض شاکرؔ پر

میں نہ اُردوداں ہوں نہ ہی صحیح معنوں میں شعر فہم لیکن یہ عرض کردینا ضروری ہے کہ مجھے بچپن ہی سے اردو زبان وادب سے شغف رہا ہے۔ اُردو شاعری اور مزاح نگاری میری پسندیدہ اصناف سخن میں سے ہیں۔ شہر کلمنوری علم وادب کے لحاظ سے مردم خیز واقع ہوا ہے۔ جہاں کی سرزمین سے مولوی شیخ احمد صاحب کی وابستگی ہے۔ کیوں نہ ہو یہ شہران کا اصل وطن ہے اب انھوں نے ناندیڑ شہر کو اپنا وطن ثانی بنالیا ہے۔ جو علم وادب کا گھوارا ہے۔ میں محترم شیخ احمد صاحب سے بحسن وخوبی واقف ہوں ملازمت اور خِدمت سے سبکدوش ہونے پر ان کی ذات عالی پر مختصر خاکہ لکھا تھا جس پر قارئین وسامعین نے دادِ تحسین پیش کیا اور میری پذیرائی کی تھی۔ جس ماحول میں صاحبِ موصوف پلے بڑھے۔ جس دینی ودعوتی اور مومنانہ فضا میں ان کی فکر ذہن اور تخیل کی اٹھان ہوئی اس میں ان کے والدین اور دیگر بزرگ حضرات کافی معاون ومدد گار ثابت ہوئے۔ جن کی بدولت موصوف درس وتدریس جیسے مقدس پیشے سے وابستہ رہے۔ بحثیت مدرس اور جونئیر کالج لیکچرر وہ کامیاب رہے۔

مشکلیں کچھ بھی نہیں عزم جواں کے آگے
حوصلے آہنی دیوار گرادیتے ہیں

مصداق مولوی شیخ احمد صاحب تحریری اور تقریری سرگرمیوں میں ہمیشہ پیش پیش رہے۔ پیشہءتدریس سے ریٹائیرمنٹ کے بعد بھی وہ ہمیشہ کی طرح خوش مزاج متین اعلیٰ ظرف اور شعروشاعری کا خزانہ لیے ہوئے نظر آتے ہیں۔ انہوں نے اپنی انفرادیت کو قائم رکھا۔ شعرو شاعری مانوان کے رگ وپے میں رچی بسی ہے۔

شاکر صاحب کی شاعری میں خود بینی خدا بینی اور جہاں بینی کی جھلک ملتی ہے مثال کے طور پر

سحر خیزی خدا کی نعمت ہے
دیر تک سونا بری عادت ہے

مخلوق کا ہر رکن تابع ہے مشیت کے
پھر انسان کیوں یارو عہد شکن ہے

صبحدم اُٹھ سجدہ شکر اور حمد کر شاکر
دیکھ مشغول عبادت وہ مرغانِ چمن ہیں

عزائم کی معراج کے ہیں یہ تو بھرپور جلوے
زمین پر ہم ہیں مگر ستاروں پر گزر ہوتی ہے

شاعر حقیقی معنوں میں وہ ہے جس کی واردات قلبی سے اِنسانوں کو خلوص و محبت، ایثار و قربانی کا جذبہ ملے۔ جس کے کلام میں معنی کے خزانے اور مطالب کے دفتر پنہاں ہوں۔ جو علم وادب کا پیامبر ہو جس کے اشعار سحر انگیز ہوں جو مُحِب کو محبوب سے عابد کو معبُود سے اور طالِب کو مطلوب سے مِلا دے۔ جس کا ملکوتی تخیل نوجوانوں میں تحریک اور اِنقلاب پیدا کر دے۔ یہ خوبیاں شاکر صاحب کے مجموعہ کلام بیاضِ شاکر میں بدرجہ اتم موجود ہیں۔

محمد زبیر احمد صاحب

بی۔ ایس۔ سی۔ ایم۔ اے۔ بی۔ ایڈ

مدرس مدینۃ العلوم ہائیر سیکنڈری اسکول ناندیڑ۔

حمد

قدرت کے کیا کیا جلوے رونق چمن ہیں
اور کیا کیا عجائبات اُس پرے گگن ہیں

صحرا میں شاداب نخل و چمن ہیں
گلستاں میں پیارے گل و سمن ہیں

پرندوں کی پرواز کو نیلے گگن ہیں
بحرِ ذخار میں مچھلیاں مست مگن ہیں

شتر مرغ کو دی اُس نے صحرا کی دولت
گل و بلبل لئے کیسے شاداب چمن ہیں

تخیل انساں کو دی کیا قوت پرواز
وہ عقدہء فطرت کی کشائی مگن ہیں

مخلوق کا ہر رُکن تابع ہے مشیت کے
پھر انساں کیوں یارو عہد شکن ہیں

حرکت میں زندگی اور کوشش میں بھلا ہے
اہل غفلت جموّد تو بے روح بدن ہیں

صُبحدم ہے اُٹھ سجدۂ شکر اور حمد کر شاکر
دیکھ مشغول عبادت وہ مُرغانِ چمن ہیں

بسم اللہ الرحمن الرحیم

حمد

تونے بھیجے نبی رحمت لے کے تیرے برہان
تونے پیدا کیا ہم کو، دیا جینے کا سامان
تجھ پہ فدا میں اور میری سو جاں قربان

تونے بنایا ہمیں اشرف اور انسان
تونے دی علم کی دولت اور بتائی پہچان
تجھ پہ فدا میں اور میری سو جاں قربان

توفیقِ ہدایت دے کے دین دیا آسان
تیرا بڑا احسان، تو ہے بہت مہربان
تجھ پہ فدا میں اور میری سو جاں قربان

تو ہے مالک دو جہاں سب کا ہے سلطان
تو ہے مالِک ارض و سماء اور لامکان
تجھ پہ فدا میں اور میری سو جاں قربان

تونے بھیجے نبی دو عالمؐ دے کر قرآن
آپؐ نے سنایا سب کو تیرا پیغام
تجھ پہ فدا میں اور میری سو جاں قربان

تو ہی موت و زیست کا مالک اے رحمٰن
ہاتھ میں تیرے دو جہاں کی ہے عنان
تجھ پہ فدا میں اور میری سو جاں قربان

تو ہی ساحل تو ہی کشتی تو ہی بادبان
چاہے ہوا تیز چلے، آئے گر طوفان
تجھ پہ فدا میں اور میری سو جاں قربان

باغِ جہاں کا تو رکھوالا اور نگران
سب کا تو روزی رساں مشفق و مہربان
تجھ پہ فدا میں اور میری سو جاں قربان

تیرے اتھاہ سمندر اور اونچے بالا پربت
تیرے چاند ستارے اور اسمان
تجھ پہ فدا میں اور میری سو جاں قربان

آب و آتش، خاک اور باد کا تو مالک
یہ تیرے مظہر، تیری عظمت کے نشان
تجھ پہ فدا میں اور میری سو جاں قربان

سب موسم تیرے، تو ہی ہوائیں چلاتا ہے
کبھی سردی، کبھی گرمی، کبھی بادہ باراں
تجھ پہ فدا میں اور میری سو جاں قربان

نوری، ناری، خاکی سب مخلوق تیری
فرشتے، جن اور تو نے بنائے انسان
تجھ پہ فدا میں اور میری سو جاں قربان

کھیتوں میں پھل پھلاری لہلہاتی فصلیں
بہتے ہیں لبریز دریا فرحاں و شاداں
تجھ پہ فدا میں اور میری سو جاں قربان

پھولوں میں خوشبو و رنگت میں ہے حسن تیرا
پھلوں میں شیرینی اور یہ باغ و بہاراں
تجھ پہ فدا میں اور میری سو جاں قربان

شاکر اور یہ خلقت ساری تیری محکوم و ممنون
سب تیرے عاجز بندے سب تیرے ثناخواں
تجھ پہ فدا میں اور میری سو جاں قربان

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

حمد

زماں تیرا زمیں تیری آسماں تیرا
تو ہی مالِک کائنات یارب العالمین

تو ہی مالِک موت وزیست تو بڑا کریم
نفس وروح پر تیرا تصرف یارب العالمین

تو نے پیدا کیا آدمؑ وحوّاؑ اور مخلوق کو
ذریت تیری مخلوق تیری یارب العالمین

تو خیر الرازقین اور سب کا پالن ہارا
نظمِ جہاں کا تو خالق یارب العالمین

تیری ربوبیت کیا کہیئے تیرے احساں بے شمار
یہ حسن انتظام واہتمام تیرا یارب العالمین

اس جہانِ رنگ وبو میں سب کی ہدایت کے لئے
بھیجے ہیں تو نے پیغمبراں یارب العالمین

تو نے عطا کی نعمتِ قراں اور بنایا اذاں
دیا علم، عطا کی شمعِ مبیں یارب العالمین

تو ہے عالم الغیب تُجھے ہر چیز کی خبر ہے
تو بڑا، تیرا علم بحرِ بیکراں یارب العالمین

تیری رضا وبندگی میں ہے میری معراج
اِنکار پر بنا، شیطانِ لعیں یارب العالمین

تو ہے مالِک دو جہاں اور روز جزا یا کریم
حساب سب کا ہو آساں یارب العالمین

سب کو بخش دے اس میں شاکر بھی ہو یارب غفور
تیرا ہی آسرا ہو روز محشر یارب العالمین

حمد

وقت نزع میں تیرے سوا کوئی پاسباں نہیں
تجھ سے ملنے کی راہ تو کوئی آساں آساں نہیں

اپنے محبوب بندوں کی خاطر بنایا ہے تو نے
باغ جناں سے بڑھ کر کوئی گلستاں نہیں

ماں کی ممتا کا جہاں میں کوئی نعم البدل نہیں
مگر تجھ سا شفیق ہرگز اور کوئی مہربان نہیں

اپنے عاصی، بندوں کے حق میں، اے مولیٰ
جز تیری رحمت کا اور کوئی سائباں نہیں

نفس انسانیت کو تو، اب ہدایت عطا کر عطا کر
اس سے بڑھ کر عنایت کا اور کوئی ساماں نہیں

ہر نظارۂ فطرت ہے مظہر، تیری کبریائی کا
مصحف قرآں سے بڑھ کر کوئی برہاں نہیں

شاکر سوئے عدم لوگ یہاں سے کوچ کرتے دیکھے
اس سرائے فانی میں سدا کا کوئی مہماں نہیں

حمد

اُس خالق نے سب کو پیدا کیا اُس سے محبت کرلے
فرشتوں سے ممتاز کیا اُس سے محبت کرلے

سب کا داتا بھی وہی مالک بھی وہی اُس سے محبت کرلے
خالق دو جہاں ارض و سماں سے تو محبت کرلے

وہ قادر مطلق وہ ساری خدائی کا مالک
ہے وہ سبھی کا پالنہار اُس سے محبت کرلے

ایک نہ ایک دن جانا ہے تجھکو کوئی زادِ سفر نہیں
وہ مہرباں بخش دیگا بار ہا اُس سے محبت کرلے

دنیا دنی ہے یہ کوئی شیطاں کی زد میں نہ آئے
وہ قہار اور جبروت بھی ہے اُس سے محبت کرلے

حیف ہے تجھ پر اے ناداں زر زمیں اور دھن کی لالچ ہے
صرف کام آئے گی وہی ذات اقدس اُس سے محبت کرلے

ہیچ ہیں یہاں کی لذتیں مختصر یہاں کا قیام
مستقل رہنا اُس کے پاس اُس سے محبت کرلے

شمع ہدایت دے کر سینوں کو منور کر دیا
ان گنت ہے اُس کے احساں سے محبت کرلے

رگ جاں سے بھی ہے وہ قریب ہے دل میں مکیں
جس نے بخشا ہے نبیؐ ذیشان اُس سے محبت کرلے

سب کا ہر وقت ہے وہ نگہبان اُس سے محبت کرلے
جس نے بخشا ہے ہمیں ایمان اُس سے محبت کرلے

حواس خمسہ فہم و ادراک کی طاقت بخشی
جسکا کتنا بڑا ہے احسان اُس سے محبت کرلے

جس نے بخشا ہے تجھکو عرفان اُس سے محبت کرلے
شاکر، مالک کا ہے ہم پر احسان اس سے محبت کرلے

نعت

آپ ہیں رہبر کامل مقرب رب اکبر
اُمت کے داعی خیر خواہ اور خیر البشر

امام الانبیاء حامل نورِ خدا ہادی و رہبر
ہادی برحق، کامل اطاعت، پسینہ مشک عنبر

افضل الانبیاء محسن اعظم مقرب ربّ برتر
صاحبِ قرآن کامل انسان محبوب برتر

رحمت اللعالمین روحی فِدا کتنے پیارے میرے پیغمبر
عرش پر رب کے مہماں اللہ رے آپکی شان کتنے معزز و برتر

صاحب اعجاز و کرامت حامل معجزہ شق القمر
داعی اِلی الخیر بہی خواہِ انسانیت بتایا خیر و شر

میرے خالق نے ڈھالا کیا ہی حسیں پیکر منور
ممتاز سب نبیوں میں، پیغمبر رسل نہ کوئی اُنکا ہمسر

پیغمبر آخرالزماں شفیق و مہربان فکر اُمت میں مضطر
ثنا کر کیا کرے مدحتِ پیغمبر عاجز ہیں سب جن و بشر

" لا یمکنُ الثناءُ کما کانَ حقّہٗ
بعد از خدا بزرگ توئی قصہ مختصر "

نعت

میرے پیارے نبیؐ سے بڑھ کر کس کا مقام ہے
خدا کے بعد تو آپؐ کا شہ والا مقام ہے

آپؐ ساری اُمت کے محسنِ غریبوں پہ سایا
عطا کی آپؐ نے اس کو جو جس نے جو چاہا

ساری اُمت کے لئے آپؐ کا آنسو بہانا یاد ہے
رات رات بھر تڑپنا، آہ بھرنا، تلملانا یاد ہے

دوست تو دوست دشمنوں پر بھی آپؐ نے کرم فرمائی کی
مال وزر سے منہ موڑ کر دولتِ قناعت پائی تھی

محنت ومشقت، کوشش وجستجو آپؐ کو محبوب تھی
تساہل، کام چوری اور گدائی آپؐ کو معتوب تھی

حضرت جبرئیلؑ بھی آپ کی خدمت میں تشریف لاتے تھے
وحی اِلٰہی لے کر بار بار خدمت میں تشریف لاتے تھے

عِلم وحکمت کی باتوں سے معمور تھی ذاتِ اقدسؐ
نبی اُمّیؐ لقب تھا لیکن علوم میں کامل تھی ذاتِ اقدسؐ

آپؐ سے بڑھ کر علم وحکمت میں کوئی ثانی نہیں تھا
آپؐ جامع الکلم، قادرالکلام کوئی ثانی نہیں تھا

آپؐ سا مُشفق و مہرباں خیر المبیںؐ کوئی نہیں
آپؐ سا خیر البشر، کرم فرما ورحمت اللعالمینؐ کوئی نہیں

شاکر بھی بھیجتا ہے بصد ادب واحترام
آپؐ کی خدمت میں لاکھوں درود وسلام

نعت

حمد سبحاں ہو کے ذکر رسولؐ
دعوت ذکر ہو میرا مقصد زندگی
تذکرے باقی ہیں بے حد فضول
حب سبحاں ہو اور حب رسولؐ
خدا کے نبیؐ اور پیارے رسولؐ
واہ کیا شان ہے معراج النبی کی
دعا آپ کے باعث ہوتی قبول
کیا انجم و کہکشاں رہ کی دھول
درود و سلام سب پڑھتے رہیں
ہاں محبت کا ہے یہ زریں اصول
کتنے مونس غم خوار تھے اور شفیق
ہو جائے دعا میری قبول
رہتے امت کے غم میں اکثر ملول
تجھے واسطہ حب رسولؐ
ساری اُمت کو بخش دے یارب
واسطہ درود بر محمد رسولؐ
طفیل اس پاک ہستی مقبولؐ
اہل بدر اُحد اور آل رسولؐ
مقام محمود صرف آپ ہی کو ملے
روتا ہوں اپنی کم مائیگی پر
یاالٰہی کرنا بس میری دعا یہ قبول
کیسے کروں حمد و ذکر رسولؐ
بخش دے ہم سب کو یارب
کیا صحابہؓ کی ادائیں تھیں سبحان اللہ
تجھے واسطہ ہے حب رسولؐ
شان میں اُن کے آیتوں کا نزول
حضرت حوا بنی زوجہ نبیؑ
اس سگ دنیا کو تو اب مخلص بنادے
درود عوض بر محمد رسولؐ
از طفیل آپؐ کے اے نبیؐ ذیشاںؐ
حسرت سے یہ رہتا ہے بے حد ملول
بخش دی رب نے آدم کی بھول
درد امت کا ہمیں عطا کر یارب
ہر شعبہ زندگی کے آپؐ رہنما
دل میں میرے ہو فکر رسولؐ
بتائے زندگی کے زرّیں اُصول
قسمت پہ نازاں کیوں ہو نہ شاکر
آپؐ کے حُسن اخلاق سے یا نبیؐ
ملے ہیں ہمیں کتنے پیارے رسولؐ
کیا رشک طوبیٰ بنے ہیں وہ بول

آرزوٗ

درِ آستانہ یار پر جبیں رکھدوں یہی آرزوٗ ہے
اظہار الفت و وفا کردوں یہی آرزوٗ ہے

میری دیوانگی پر ہنستا ہے زمانہ تو کیا پرواہ
اسی دیوانگی کو نثار یار کردوں یہی آرزوٗ ہے

وفائے محمدؐ وفائے خدا ہے یہ قول واقعی بجا ہے
اسی عزم کا اقرار بار بار کردوں یہی آرزوٗ ہے

کلمہ طیّب میرا دین وایمان ہے خدا و رسولؐ پر ایقان ہے
اسی کلمہ حق کو گلوئے ہار کردوں یہی آرزو ہے

ایک سجدہ بھی انقلاب و درخشانی مقدر ہے
جبینِ نیاز کو آلودۂ غبار کردوں یہی آرزوٗ ہے

کیا ہی الطاف و عنایات ہم پر ہوئی جارہی ہیں
ان نعمتوں پر شکر۔ بے شمار کردوں یہی آرزو ہے

یہ فطرت حسیں یہ کائنات حسیں کے جلوے سبحان اللہ
ان پہ بے خودی نثار کردوں یہی آرزوٗ ہے

رہِ منزل میں کیوں حائل ہوئے جاتے ہیں رقیب
ان مسائل کو سپرد یار کردوں یہی آرزوٗ ہے

فیض کردارِ نبیؐ نقشِ قدم اور آپؐ کے حسنِ عمل سے
فضائے مسموم کو مشکبار کردوں یہی آرزوٗ ہے

زندگی برائے بندگی ہے اور اس کا حاصل یہی شاکر
ہر لمحۂ زندگی کو منشائے یار کردوں یہی آرزو ہے

جناب مولوی صاحب

طبیعت جو گھبرائی چلے آئے جناب مولوی صاحب
لئے تعویذ لِکھائی، چلے آئے جناب مولوی صاحب

سب کے نومولود کو اذاں کے لئے آئے جناب مولوی صاحب
رسم عقیقہ کے لئے بھی بخوشی آئیں جناب مولوی صاحب

تسمیہ خوانی کے لئے آئیں جناب مولوی صاحب
پھر نکاح خوانی کے لئے آئیں جناب مولوی صاحب

قرآں پڑھائیں تو جناب مولوی صاحب
غسل بھی سکھائیں تو جناب مولوی صاحب

درس مکتب کے لئے جناب مولوی صاحب
فکر مکتب کے لئے جناب مولوی صاحب

خطبہ پڑھانے کے لئے حاضر ہیں جناب مولوی صاحب
امامت کے لئے آ گے ہیں جناب مولوی صاحب

ایماں سِکھانے کے لئے جناب مولوی صاحب
ایماں کو بچانے کے لئے جناب مولوی صاحب

قریب المرگ وقت نزع سورۂ یٰسین تلاوت کے لئے
بلا تکلف و بخوشی چلے آئیں جناب مولوی صاحب

غسل میت کو دلائیں تو جناب مولوی صاحب
قبر تک پہنچانے کو آئیں تو جناب مولوی صاحب

فاتحہ کے لئے تیار ہیں جناب مولوی صاحب
اس کام میں بڑے ہوشیار ہیں جناب مولوی صاحب

ہر تقریب شادی و غم میں ہیں دل سے وہ شریک
کتنے معین و مددگار ہیں جناب مولوی صاحب

غزل

انسان کیوں خوئے وفا بھول گئے
نادان فرشتوں کی ادا بھول گئے

دیارِ غیر پر رسوا ہوئے سائل بن کر
اس ہو او کی لطف و عطاء بھول گئے

لذّتِ گناہ نے لوٹی آہ یہ عمر عزیز
رحمان سے وہ عہدِ وفا بھول گئے

بزم کی رنگینوں میں ڈوبے اس قدر
منشاء الہٰ اور وقتِ قضاء بھول گئے

ورثہ مغرب کو رکھتے ہیں دل سے عزیز
اپنے محبوب کی حسن ادا بھول گئے

دعوت ذکر دیتا رہا رب کا منادی شاکر
خواب غفلت میں موذن کی صدا بھول گئے

غزل

ہمیں رہ رہ کے خیال یار بار بار آیا
مہکتا، مسکراتا ہوا موسم بہار آیا

اس بزم میں زندگی مسکراتی رہی لیکن
پیام موت بھی آیا تو صد افتخار آیا

ساقی کی نگاہوں نے کر دیا مدہوش
گلشن ہستی پہ چھایا، نکھار آیا

شام انتظار آئی شب سراپا انتظار آئی
بدر کامل بھی وہ آسماں پر بہر انتظار آیا

اے انصاف بتا کہاں ہے تیرا پتہ
بستی بستی صحرا صحرا تجھ کو پکار آیا

موسم تھا خوشگوار اور ساقی تھا مستعد
گھٹاؤں کو ساتھ ساتھ لئے ابر بہار آیا

جام عشق تھا یا بے خودی میں مست تھا
سحر حسیں کا شاکر پہ خمار آیا

عالم عقبیٰ کی طرف

اس جہاں میں سدا کا کوئی مہماں نہیں
کوئی ایسا ہمیں بتا دو جس کو فنا نہیں

دو دن کی ہے یہ دُنیا دو دن کا یہاں قیام
سو سال بھی گر جئیں تو آخر موت ہے انجام

عارضی یہاں کی لذتیں عارضی ہیں ارمان
باغِ جناں کی وہ نعمتیں بھول گیا نادان

ایک تلخ حقیقت ہے کیا؟ وہ ہے موت
سامنا ہے سب کو سکرات وحالات موت

پہلی منزل قبر ہے حشر میں حساب وکتاب
کیسے نپٹیں گے یہ مسائل کبھی سوچا ہے جناب

اکیلا پڑا لحد میں کوئی ساتھ آیا نہیں
رضائے حق کے سوا اور کوئی سرمایا نہیں

ساتھیوں نے جب سے چھوڑا کوئی خبر لیتا نہیں
کس عالم میں ہے وہ کوئی خبر لیتا نہیں

شاہ و گدایاں سے گزرے اور برابر ہو گئے
اپنے مال و متاع، مکاں و مکیں سے بےخبر ہو گئے

چھوڑ آ گیا جا مال و زر وہ پونجی ساتھ آئی نہیں
سوائے ایمان، اعمال نیک تیری کوئی کمائی نہیں

اعمال صالح اور خدمت خلق کے لئے بھیجا ہے خدا نے
طاعتِ رب، دعوتِ خیر، وہ عہدِ میثاق نبھانے

کلمۂ حق پر چل، اوروں کو اس کی تو ترغیب دے
رو رو کر رب کو منا اور راہِ حق کی ترغیب دے

حسد، بغض و کینہ اور عداوت چھوڑ دے
کر کے اپنی خطاؤں کو معاف اوروں کی خطائیں معاف کر

سب کو باخبر کرتے ہیں جانے والوں کے نقش قدم
لوٹ کر ہرگز نہیں آتے کوئی اللہ قسم

شاکر، لاتقنطو من الرحمتہ اللہ ہو پیشِ نظر
وہ ستار ہے، غفار ہے، رحمٰن ہے، رحیم ہے برتر

غزل (۴)

تحریر بدل سکتی ہے تدبیر بدل سکتی ہے

حُسنِ عمل سے یارو تقدیر بدل سکتی ہے

صلہ رحمی کی کڑیاں جھرنے ہیں دریا کے

سوکھے ہوئے پیڑوں کی تاثیر بدل سکتی ہے

طالب ہوں عزت کے خود ہی جھکیں پہلے

اندازِ تواضع سے تحقیر بدل سکتی ہے

ہو عزم تیرا مصمم تو آساں ہے منزل

بکھرے ہوئے خوابوں کی تعبیر بدل سکتی ہے

حسنِ عمل اور صدقہ روکے ہیں بلاؤں کو

دستِ دُشمن میں رکھی، شمشیر بدل سکتی ہے

ہم شکر اور صبر سے اپنے مالک کو راضی کر لیں

الجھے ہوئے مسئلوں کی زنجیر بدل سکتی ہے

گر اوصافِ خلیلؑ ہوں تو کچھ غم نہیں شاکر

دہکتی ہوئی آتش کی تاثیر بدل سکتی ہے

غزل

فصلِ گُل ہے اور گھٹا چھائی

ہے

بھری ہے بزم، ہر سو رعنائی

ہے

ہر ادا اُن کی، جان لیتی

ہے

بتاؤ تو یہ کیسی مسیحائی

ہے

کل کا وعدہ اور پھر مکر جانا

خوب کیا دوستی نبھائی

ہے

دِل مشتاق کا تڑپنا کیا

دیکھ منزل قریب آئی

ہے

درد کا حاصل ہے ان کا وصال

''کیا دیوانے نے موت پائی ہے''

حُسن و شباب اور خوش ادائی بھی

حسیں گُلشن میں بہار آئی

ہے

اُن سے میرا سوال ہے شاکر

درِ غیر پر کیوں گدائی

ہے

غزل (۶)

بہارِ چمن کے وہ لیل و نہار میرے ہیں
یہ حسیں راتیں، صبح کے آثار میرے ہیں

بدر کامل انجم و خورشید میرے ہیں
صحرا تو صحرا و گلزار بھی تو میرے ہیں

وہ عابد ہیں زاہد ہیں میرے رفیق
اس کے بندے گنہگار بھلا میرے ہیں

طوفاں بھنور اور غضبناک لہریں
بحر، کشتی، اور پتوار میرے ہیں

یہ زماں و زمیں یہ کائنات کا عالم
دلنشیں بزم کے سنگھار ہی تو میرے ہیں

ہر سنگ راہ بھی میرا رہبر بھی
اور وہ راہ کے غبار میرے ہیں

انساں دوست، اور انساں نواز
وہ بھی لائق اعتبار میرے ہیں

گل و بلبل سے دوستی اپنی
وہ بیاباں و خارزار میرے ہیں

حاصل زیست، نظر کرم ان کی
وہ دامن گہربار میرے ہیں

ناز اپنی مقدر پہ اسطرح شاکر
دیکھئے رحمت کردگار بھی تو میرے ہیں

غزل (۵)

کلیوں کو اپنے پھول دلکش بنا کے دیکھ
پھر حوصلوں کو اپنے فضاء میں اُڑا کے دیکھ

محفل کو میرے تو، دلربا بنا کے دیکھ
اور درد کا میرے، درماں بنا کے دیکھ

ہے دیدار کی تمنا، تو خود کو مٹا کے دیکھ
ہو جائے گا وصل تصوّر جما کے دیکھ

کھل جائے گا بھرم تیری زور آزمائی کا
گر ہمت ہے ذرا تو پھر نظریں ملا کے دیکھ

خوشیوں اور بزم میں تو سب ہوتے ہیں شریک
تاریکیوں میں سایہ کو اپنا بنا کے دیکھ

ناکامیوں میں چراغ تمنا تو مت بجھا
کوششوں کو اپنے ذرا اور بڑھا کے دیکھ

حسنِ عمل سے چمکا دے پھر اس جہان کو
حسنِ عمل کے کچھ ذرا جوہر دکھا کے دیکھ

لمحہ نشاط کا کھل جائے گا بھرم
اے غنچہ تو ذرا کھلکھلا کے دیکھ

ہنگامہ شادی سمجھ کر اتنا نہ مچل
تڑپتے ہوئے وقت کی سُرخ قبا کو دیکھ

معراج کی تمنا گر دل میں ہے شاکر
بارگاہِ عالی میں سر کو جھکا کے دیکھ

غزل

ذکر سبحان گردش میں
ہر لحظہ اذان گردش میں

آفاق میں وہ نجوم گردش میں
کہکشاؤں کا ہجوم گردش میں

یہ انقلاب اور تغیر زمانہ
اور بہار و خزاں گردش میں

رحمت سبحان گردش میں
لطف و انعام گردش میں

جھیل و آبشار گردش میں
یہ بحر ذخار گردش میں

فلک پر ماہتاب گردش میں
ماہی در آب گردش میں

دل وہ دماغ و اعضائے بدن
اور خون کا یہ نظام گردش میں

جستجوئے ناتمام گردش میں
وہ سائنس کا فیضان گردش میں

ساغر و جام گردش میں
ہر خاص و عام گردش میں

فکر کا طوفان گردش میں
شاکر بھی مدام گردش میں

غزل

ہم کس طرح رہیں گے مجبور ہو کر
تیرے خیال اور تجھ سے دور ہو کر

خیالوں میں میرے جو بستی ہے
ہاں رہے گی وہ بھی اپنی حور ہو کر

چشم دیدار کو ترستی ہے
کب نمودار ہو گی نور ہو کر

جب تیرے خیال کی وہ خوشبو
بسی ہے میرے دِل میں سرور ہو کر

یہ یادوں کی بارات کا تسلسل
اب ملاقات ہو گی مسرور ہو کر

تمنا دید کی ہے ہمیں مثل کلیم
پھر چمکے کا کوئی کوہ، طور ہو کر

قریب آ بھی جاؤ نا کچھ لمحے سہی
کب تلک تم رہو گے دور ہو کر

ابھی چھیڑی ہے غزل شاکر نے
پڑھتا جاؤں تیرے حضور ہو کر

غزل

جس کو دیکھا اپنا نظر آنے لگا
میں مسکرایا آئینہ مسکرانے لگا

سکوت بحر ہے خبر لے قافلے کی
دیکھ وہ طوفان مُنڈ لانے لگا

تڑپ کر مچل کر میں نے بہت فریاد کی
دیکھئے پھر بھی مجھکو چھوڑ کر وہ جانے لگا

آہ وہ ظلمت شب اور شب فراق بھی
مل گیا دل کو قرار مژدہ سحر کوئی سنانے لگا

میں انساں ہوں یارو فرشتہ تو نہیں
زمانہ کیوں مجھکو آزمانے لگا

اُفقِ آسماں پر چمک کر ایک ستارہ
رہگذر اوجِ ثریا کی وہ دکھلانے لگا

کمر توڑی، تیری ہمت واستقامت نے
بارہا طوفاں جو تجھ سے ٹکرانے لگا،

مشق ستم کیوں بنا ہے شاکر آج تو
تھپیڑے کھا کے تو موجِ بلا کے مسکرانے لگا

متفرق اشعار

تیرے الطاف وعنایات کو دیکھ کر یارب
بارِ احساس سے گردن جھکی جارہی ہے
زندگی بھی مطلوب ہے اور موت بھی محبوب ہے
دونوں پہ جس کا ہاتھ ہو وہ آدمی کیا خوب ہے

زندگی کا کیف تھوڑا سا
زندگی کا عیش تھوڑا سا
لمحۂ نشاط تھوڑا سا
گل کو ثبات تھوڑا سا

دل و دماغ کو شاداب کیجئے، آکر
بہارِ نو سے مہکتے ہیں پھول گلشن کے
دوست ہی کیوں دشمن بھی ہم کو پیارا ہے
جس طرح پہلوئے گل میں خار بھی گوارا ہے

ایک انقلاب ہے جس کی آمد کا منتظر
یارب وہ نگاہِ مومن مجھے ایک بار دے
آساں نہیں ہے حالِ موت اور مرنا شاکر
یہ امتحاں کے بعد وہ امتحاں باقی ہے

قہقہوں کی بستی میں رو رہا ہوں میں
داغِ عصیاں کو بار بار دھو رہا ہوں میں
یہ بے حسی لوٹ لئے لیتی ہے آہ یہ عمر عزیز
دامن تار تار کو اب سی رہا ہوں میں
ہر لمحہ دیتا ہے پیغام موت پیہم مگر
پھر بھی جینا ہے اور جی رہا ہوں میں

اے گوہر عدن کہاں ہے تو آواز تو دے
ہر سو مجھ کو خس وخاشاک نظر آتے ہیں
بحر کی پنہائیوں سے برملا آئی یہ صدا
ناداں لبِ ساحل کوئی گہر کہیں پاتے ہیں
استقلال ہمت جانبازی وغوطہ زنی
اہل عزم کے ہم ہاتھ انھیں کے آتے ہیں

عملِ پیہم سے بنتی ہے زندگی بہتر
آگ میں جل کر کندن بھی نکھر آتے
آداب واخلاق جو بجالاتے ہیں
رتبہ والا کو شاکر وہی پاتے ہیں

نماز

بندے کو اپنے رب سے، ملاتی ہے نماز
کلمہ حق پر سب کو چلاتی ہے نماز

سر نیاز جھکا کے تو عاجزی کر لے
عبد کو معبود سے ملاتی ہے نماز

برائیوں کو جڑ سے مٹاتی ہے نماز
رب کا منظور نظر بناتی ہے نماز

شعار دیں کو عار سمجھتے ہیں نادان
در غیر پر جھکنے سے بچاتی ہے نماز

ترکِ نماز میں زیاں ہے ہی سراسر
غرور اور تکبر سے بچاتی ہے نماز

ایک سجدہ کے نہ کرنے سے مردود ہوا ظالم
انجام تکبر و بغاوت بتلاتی ہے نماز

راہ جنت ہمیں دکھلاتی ہے نماز
دیکھو کیا خوب کلید جنت ہے نماز

یہ ستونِ دیں اور محبوب رب ہے
سرکارؐ کی آنکھوں کی ٹھنڈک ہے نماز

کیا معراج المومنیں ہے نماز
کیا خوب عید المومنین ہے نماز

خشوع و خضوع سے جو پڑھ لے نماز
فرش تا عرش چلی جاتی ہے نماز

سجدے میں سر جھکا کے جو مانگتا ہے مانگ
رب سے لینے کا بہترین ذریعہ ہے نماز

تو قریب ہوا خالق کے سر رکھ کے سجدے میں
"ہزاروں سجدوں سے نجات دلاتی ہے نماز"

مختصر زندگی، ہر لمحہ قیمتی، تو ضائع نہ کر
کیوں بھول گیا موذن کی صدا اور وقت نماز

انمول ہے ہر لحظہ زندگی کا اے بیخبر
'روز محشر اولین پُرسش ہے نماز'

درِ غیر پر سوائے رسوائی کے کچھ نہ ملے گا ناداں
مرد مومن کی عزت و ناموس کی ضمانت ہے نماز

گناہ جھڑتے ہیں مثل موسم خزاں شاکر
توبہ و مغفرت کا کیا خوب ذریعہ ہے نماز

متفرق اشعار

رات دو تہائی گزر چکی اب سویرا باقی ہے
آثار سحر وہ دیکھو نا کچھ اندھیرا باقی ہے
خواہشیں موجزن چراغ سحری بھڑک رہا ہے
اب مسافر تیار ہو جا کوچ نقارہ باقی ہے

تیرے ہاتھ میں ہے عنان موت زیست
تو جب اور جس طرف چاہے اُدھر کو موڑ دے
یہ یقیں ہے کہ وہ سنتا ہے صدا سے پہلے
ہو گی مقبول دعا میری دُعا سے پہلے

لب پر تیرا ہی نام بس اے مہرباں رہے
رطب اللساں رہیں ہم جب تک یہ جاں رہے
تا حین زندگی نہ چھوٹے وفا کا ساتھ
گرچہ اس سفر میں کئی امتحاں رہے

تیرا بندہ ہوں تیری بندگی کے لیئے
میں تیرا عاصی ہوں پھر بھی تیرا بندہ ہوں
سرِ نیاز کو خاک پر رکھتا ہوں میں
تیری رحمت پہ ہمیشہ نظر رکھتا ہوں میں

شکل مجوسی پہ جیوں یہ امر گوارا نہیں ہرگز
گر ممکن ہو تا قیامت تیرا ذکر مدام کروں
چہرے پہ اپنے نور خیر البشر رکھتا ہوں میں
گر تو بلا لے تیری مرضی کا احترام کروں

بارگاہِ ربّ العزّت میں

دُعا

تکبّر سے بچا ہمیں، عاجزی دیدے
جو مطلوب ہے تجھکو، وہ بندگی دیدے

راہ سے بھٹکے ہوؤں کو یارب
رُشد و ہدایت کی روشنی دیدے

مسیحائے انسانیت بنا کر ہمیں
اہلِ گیتی کی وہ بیکلی دیدے

جو درد و آزار سے تڑپے ہیں صُبح و مسا
اُنھیں تو، صحت کی تازگی دیدے

جو حوادث زدہ ہیں اور مصیبت زدہ
اپنے کرم کی اُنھیں دل بستگی دیدے

مستقبل درخشاں کی خاطر کیوں ہو کوشش
مساعی کو میرے، وارفتگی دیدے

جو ماں باپ مغموم ہیں اپنی نازنینوں کے خاطر
مسائل کی یارب، اُنھیں یکسوئی دیدے

تیرے ہی فضل سے ملیگی ہمیں راہ نجات
صرف تجھ پہ توکل کی رہبری دیدے

جو نادان، کمتر شاکر ہے تیرا
سلیقے کی پھر زندگی شائستگی دیدے

آنکھیں

آنکھیں، قدرت کا خوب عطیہ کارخانہ بدن میں
کائنات کا مشاہدہ ہوتا ہے چشم زدن میں

جب چشمِ کرم ہوتا ہے رب قدیر کا
چہرہ پہ کیا خوب انوار ہیں آنکھیں

جذبات کی یہ آئینہ دار ہیں آنکھیں
کبھی یہ شبنم، کبھی یہ شعلہ بار ہیں آنکھیں

کبھی اقرار ہیں آنکھیں، کبھی انکار ہیں آنکھیں
کیا قدرت ہے خدا کی، کیا شاہکار ہیں آنکھیں

روح و بدن کی نگراں کار ہیں آنکھیں
کتنی پیاری، کتنی غمگسار ہیں آنکھیں

چہرہ پہ حسن و نکھار ہیں آنکھیں
کیا قدرت کا شاہکار ہیں آنکھیں

صد آفریں ہے ان آنکھوں پر یارو
جو قوم و ملت کے لئے اشکبار ہیں آنکھیں

کتنی مستعد، کتنی بے قرار ہیں آنکھیں
سرحد و ناموس کی چوکیدار ہیں آنکھیں

کبھی پیاسی، محبت کی طلبگار ہیں آنکھیں
محبوب کے لئے، سراپا انتظار ہیں آنکھیں

کبھی مضمحل کبھی بیمار ہیں آنکھیں
کبھی درپۓ آزار ہیں آنکھیں

ہوتی ہیں جب وہ چار آنکھیں
دِل دے کے بیٹھیں وہ یار آنکھیں

سر سیّد نے کیا پتے کی بات کہی
دونوں، دلھن کی سِنگار ہیں آنکھیں

کبھی مدہوش ہیں، کبھی پُر خمار ہیں آنکھیں
احساسِ ندامت سے شرمسار ہیں آنکھیں

وہ شوخی، وہ چنچل اور وہ کیا ادائیں
شوخی و شرارت کا اظہار ہیں آنکھیں

نظر جُھکا کے چلنے میں ہی عافیت ہے شاکر
ورنہ یہ بڑی ہی فتنہء پیکار ہیں آنکھیں

بہار صحرا

آؤ دامن کوہ کا نظارا کرلیں
آؤ فطرت حسیں سے پیارا کرلیں

سبز پوش پہاڑ وہ اشجار دیکھئے
برف پوش وہ بالا کہسار دیکھئے

پہاڑوں سے نکلتے وہ آبشار دیکھنا
نظاروں کو اُن کے لگاتار دیکھنا

ہر سو بنی ہے زمیں گلزار ارم
حسیں پھول کھلیں ہیں قدم بہ قدم

مرغان چمن کی رنگ و آواز دیکھنا
چہچہانے کا ان کے انداز دیکھنا

نیلے شفاف آسماں پر خورشید خندہ زن
اور وہ سنہری چوٹیاں دکھاتی ہیں پھبن

صحرا کی کیا یہ روح پرور ہوائیں
بنی ہیں رشک فردوس وہ فضائیں

روشن ہو چکا وہ سارا بیاباں
جاگ اُٹھا یہ سارا بیاباں

دیکھو عروس صحرا کیسی حسیں و جمیل
یعنی کہتے ہیں اس کو صحرائے جمیل

فطرت حسیں کا کیا خوب آئینہ ہے
کوہ گلزار و آبشار کا وہ آئینہ ہے

چرندے پرندے ہیں کیا بے شمار
آسماں پر طائروں کی لگی ہے قطار

درختوں کی کثرت کا کیا ہو بیاں
دن میں بھی دیکھو رات کا ہے سماں

ہمہ رنگ کی تتلیوں کے حسن کی جھلکیاں
درختوں پہ چھتے شہد کے اور مکھیاں

پھولوں پھلوں کی یہ کیسی بہار
ہر طرف خوش منظر فضا مشکبار

برق کی چمک و کڑک نے غضب کر دیا
ایک لحظہ ایک آن دل دھک کر گیا

برق نے لی انگڑائی اس انداز سے
جانور بھی دبکے اس کی آواز سے

وہ چلیں گھٹائیں سوئے کہسار
دیکھو فضا پر چھا گیا ہے اندھیار

بادلوں کے کوہ سے ٹکرانے کا وہ سماں
ہر طرف دیکھیے کیا دھواں ہی دھواں

زمیں پہ وہ پھیلا بہ شکل بادو باراں
مردہ زمیں کے آئی جاں میں جاں

ندیاں پہاڑوں سے نکلیں بڑے زور و شور سے
میداں میں آئیں وہ اس طور سے

طائران خوش الحان محو پرواز ہوا میں

عالم بے خودی میں حمد گاتے ہیں فضا میں

عالم بیخودی میں نہ خود کی خبر ہے

کھو گئے ہم بیخودی اس قدر ہے

صحرا و جنگل اور یہ بیاباں زمین و آسماں

یہ تخلیقات ہیں اس کی اے مہرباں

گھنے دشت میں ہیں شیروں کچھار

دہاڑتے ہیں اکثر وہ لیل و نہار

غزالوں کے وہ خوشنما غول دیکھ کر

دل بھی چوکڑیاں بھرتا ہوا آیا نظر

لنگوروں کی شرارت کا ہے یہ اثر

کودیں اس شاخ سے کبھی اُس شاخ پر

اژدھوں اور مگرمچھ کا کیا ہو بیاں

قوت و طاقت میں پیچھے رستم زماں

گوریلا جو دیکھا دیو پیکر سا بندر

جس کا چہرہ انساں سے ملتا آیا نظر

شیر جنگل کا راجا یہ ہے سکندر

گھنے جنگلوں میں رہتا ہے بے خوف و ڈر

قوی ہیکل گینڈے بھینسے بے شمار

دندناتے زمیں پر ہاتھیوں کی چنگھاڑ

شفق نے سماں کو دوبالا کر دیا
سطح آب پر ہر سو اجالا کر دیا

خورشید زر و سیم لٹا کر گیا ہے
ستاروں کو روشن بنا کر گیا ہے

رات میں چاند اور ستاروں کا عالم
سچ پوچھیے ہے بے خودی کا عالم

وہ کوہ کہسار ہیں جواہر کے مخزن
زمیں بھی اُگلتی ہے قیمتی معدن

صد شکر کے ملی ہے ہمیں جنگلات کی دولت
درختوں پودوں اور نباتات کی دولت

کھلا آسماں اور سورج کی روشنی
پیارو یہ دولت بھی کچھ کم نہیں

جنگلوں میں آلودگی نہیں ہوتی
شہر سی بو، فرسودگی نہیں ہوتی

درختوں سے شہروں کو رونق ملے گی
ہوا صاف ہوگی اور زینت ملے گی

شجر کاری کریں ہم پودے لگائیں
ہر خطۂ ویراں کو گلستاں بنائیں

رزّاقِ عالم کی ہے کس قدر مہربانیاں
یہ اُسی کی ہے سب کرشمہ سازیاں

سر جھکا کر اس کا شکر ادا کریں
اسی کی یاد میں جئیں اور مریں

شاکر بھی ہے اس کی قدرت پر حیراں
تدبر کرے اسکی قدرت میں انساں

غزل

شب غم بہت بے قرار گزری ہے
برق لہراتی ہوئی بار بار گزری ہے

ہمدم، ہمنشیں نہ کوئی غمگسار رہا
صبا روتی ہوئی بے قرار گزری ہے

طوفاں رتلاطم نے دیا منزل کا پتہ
اپنی کشتی بحر میں بے سہار گزری ہے

رہگذر کی ٹھوکروں نے جینے کا سلیقہ بخشا
یہ زندگی بڑی خوشگوار گزری ہے

آہ! پھر سے ہوگئی سرخ ارض کربلا
قربانی تیری حسینؑ یادگار گزری ہے

جستجوئے آدم خاکی کے عرج کی لہریں
کبھی آسماں کبھی کہکشاں سے گزری ہیں

کبھی گلزارِ چمن کبھی خزاں بارِ چمن
شاکر یہ زندگی مستعار گزری ہے

غزل (۱)

اب دوستی ہوگئی ایک پیر کامل سے
قرب ہو جائے گا مجھ کو منزل سے

وہ ان کا جلوہ جلوۂ طو تو نہیں لیکن
کیوں ہوش میں لاتے ہو اپنے آنچل سے

نہ آداب میخانہ نہ توقیر ساقی
کس قدر دور ہو گئے اپنی منزل سے

فتنوں کو ہوا دے کر بھی خاموش نہیں ہیں
ہر بار وہ ٹکراتے ہیں میرے شیشۂ دِل سے

بیچ دریا کس قدر طوفاں وتلاطم ہے
موجیں کیا ٹکرا رہی ہیں ساحل سے

باغباں سو گئے محتسب ہیں مدہوش
قافلے بھٹکے ہوئے کتنے منزل سے

راہِ منزل سے گزروں میں بے کھٹکے و بے باکانہ
دیوانے کو کیا کام ہے یارو اسباب وعلل سے

بیچ طوفاں میں تھا منزل کا پتہ
لوگ بس دیکھا کیے دور ساحل سے

ایک ایسی نظر انقلاب ہو شاکر
موم ہو جائیں، گر ہوں سنگ دل سے

غزل (۲)

پختہ ہے اس کا عزم مکمل نظام ہے
تصویر کائنات کہاں ناتمام ہے

دیکھی تھی اک نگاہ تو طبیعت مچل گئی
یہ بے قراری دل کی صبح و شام ہے

گل پہ تبسم ہے اور ہر روح ہے فرحاں
آنے والے تیرا، کیا ہی اہتمام ہے

اس بزم کی واللہ کیا ہی شان ہے
ہر ذرہ کو بخشی گردش مدام ہے

اب تو تسخیر کائنات کا گو عزم ہے پختہ
لیکن ابھی مبتدی ہوں اور شعور خام ہے

صرف ایک نگاہ پر سحر کے لیے
میکش تیرا ابھی تشنہ کام ہے

جیو تو اوروں کو بھی جینے دو شاکر
یہ میخانہ تو یکساں مفید و عام ہے

چیونٹیاں

محنت و جستجو ہمیں سکھاتی ہیں چیونٹیاں
سستی کو بہت دور بھگاتی ہیں چیونٹیاں

کتنی دور بیں اور ہوشیار ہیں چیونٹیاں
سلیقے سے آبادیاں بساتی ہیں چیونٹیاں

کتنی چھوٹی حقیر سی لیکن خوبیوں کی حامل ہیں چیونٹیاں
ہر ایک کی نگاہ میں لائق اور قابل ہیں چیونٹیاں

کتنی محنت و مشقت کی وہ خوگر ہیں چیونٹیاں
اپنے سے کئی گنا بوجھ اُٹھاتی ہیں چیونٹیاں

اپنی رانی کے لئے کتنی طاعت گزار ہیں چیونٹیاں
مگر دشمن کے لئے خونخوار ہیں چیونٹیاں

قطاروں میں منزل کی طرف جاتی ہیں چیونٹیاں
پھر اسی طرح گھر لوٹ کر وہ آتی ہیں چیونٹیاں

اپنے ہمجنسوں پر بہت قربان ہیں چیونٹیاں
صلہ رحمی اور محبت کی ایک پہچان ہیں چیونٹیاں

اتفاق و اتحاد بناتی ہیں چیونٹیاں
رہنا مل جل کر وہ سکھاتی ہیں چیونٹیاں

سب مل بانٹ کر کھاتی ہیں چیونٹیاں
جھگڑے سے بہت کتراتی ہیں چیونٹیاں

اپنے عمل سے یہ ہمیں سکھاتی ہیں چیونٹیاں
پیام امن دیئے جاتی ہیں چیونٹیاں

شور کرتی ہیں نہ چلاتی ہیں چیونٹیاں
خاموش فرض اپنا بجالاتی ہیں چیونٹیاں

چیونٹی کے ایک عمل پر مسکرا دیئے حضرت سلیمانؑ
قوم و ملت کو خطرے سے بچاتی ہیں چیونٹیاں

ہر مہم اور خطرے سے ٹکراتی ہیں چیونٹیاں
لگاتار کوشش سے نہیں گھبراتی ہیں چیونٹیاں

کام چوری اور بہانے اسکی فطرت میں نہیں شاکر
بزدلوں کے حوصلوں کو بڑھاتی ہیں چیونٹیاں

عورت

حضرت آدمؑ کو خالق نے پیدا کیا
روح، ڈالی جاں میں آپؑ نے کہا شکریہ

اکیلا تھا وہ انسان کوئی ہمجنس نہ تھا
تنہائی تھی اور کوئی ہمدم نہ تھا

خالق ہی جانتا تھا آدمؑ کی بیکلی کو
اپنی قدرت سے پیدا کیا ایک حسین کو

آدم کی پسلی سے ہوا جس کا وجود
آپ ہوئے بارگاہِ عالی میں سربسجود

حضرت آدمؑ کی بیوی حضرت حواؑ بنی
ساری کائنات میں آگئی روشنی

دونوں سے جاری ہوئے اولاد آدمؑ کے سلسلے
خاندان در خاندان اور قبیلے در قبیلے

عورت نہ ہوتی تو بنی آدمؑ نہ ہوتی
عالم دو جہاں میں کوئی رونق نہ ہوتی

عورت سے سارے گھر کا نظام چلتا ہے
بہاروں کی آمد، حسن انتظام چلتا ہے

مرد کی فطرت میں خالق نے اُسکی چاہت رکھی
جنت سے اتاری گئی کیا خوب وہ نعمت رکھی

بغیر اس کے جینا دو بھر ہے آدمی کا

بغیر اس کے خانہ ویراں ہے آدمی کا

بغیر عورت کے آدمی مکمل نہیں ہے

بغیر اس صنف کے کوئی تخیل نہیں ہے

پیری ہو کہ ہو عہد شباب

یہی ہے ہمسفر ہے شریک حیات

عورت سے سارے گھر کا نظام چلتا ہے

سکون قلب و نظر آدمی کو ملتا ہے

عورت سے دو جہاں کو شادمانی ملی

آباد ہوئی گیتی نسلِ انسانی ملی

شرم و حیا عورت کا وہ سرمایہ ہے

یہی وہ چیز ہے جو بہت گرانمایہ ہے

بے پردگی بہت بڑی لعنت ہے

پردے میں عورت کی حفاظت ہے

دعوتِ نظارہ یہ کوئی عام نہیں ہے

مرکزِ تماشا یہ کوئی گلفام نہیں ہے

لالہ و گل میں شبنم کا گماں ہوتا ہے

گلستاں ہمکناروں میں بھی تسکین جاں ہوتا ہے

گلشن میں تصور گلاب سا ہے
چاندنی میں عالم ماہتاب سا ہے

قوس و قزح میں تیری رنگینیاں جمع ہیں
تیری آواز دلکش قلقل جام و مینا ہیں

افسانہ ہے تو اس دل بےقرار کا
ایک معمہ ہے تو میرے پروردگار کا

تیرے حُسن کے چرچے گلستانوں میں
چمن میں کوہ میں دشت میں اور بیابانوں میں

جھیل، چمن زاروں میں آبشاروں میں
ابھرتے ہوئے سورج کے حسیں نظاروں میں

آسماں میں اور وہ چاند ستاروں میں
اختلاط موج و ساحل کے فواروں میں

زمانے کے انقلابات کے دھاروں میں
فضاؤں میں اور بہاروں میں

شاہ و گدا سوالی ہیں حُسن کی خیرات کے لیئے
کیا جھپٹ پڑتے ہیں وہ اس سوغات کے لئے

فقیر بھی تیرے عشق کے گیت گاتا ہے
شاہ بھی تخت اور تاج کو ٹھکراتا ہے

تو جو گزرے تو ویرانوں میں بہار آ جائے
دستِ حنا رکھ دے تو دل کو قرار آ جائے

کلیاں چٹکتی ہیں چمن زاروں، گلزاروں میں
بحر کی موجوں میں دریا کے تیز دھاروں میں

تجھ سے منسوب ایفائے قول و قرار کے قصے
تجھ سے منسوب وصال و انتظار کے قصے

تجھے ماہ نیم روز اور بدر منور کہتے ہیں
کوئی جھیل میں مسکراتا ہوا کنول کہتے ہیں

تیری زلفیں سُنبل دراز کی سی ہیں
سرخی لب پنکھڑیاں گلاب کی سی ہیں

تیری زلفیں کالی گھٹاؤں میں نظر آتی ہیں
تیری آنکھیں غزالوں میں نظر آتی ہیں

تو جو زلفیں ہٹا کے ہوا میں لہرائے
گویا چاند بدلی سے نکل آئے

شربتی آنکھوں میں مہ کا خمار باقی ہے
عارضِ گل پر سرخی نکھار باقی ہے

چودھویں کے چاند سا چہرا ہے تیرا
بلکہ اس سے بڑھ کر حسن کا چرچا ہے تیرا

تاج بھی ہے تیرے عشق کے یادگاروں میں
سِحر لباب ہے وہ تاریخ کے ماہ پاروں میں
تو وہ گوہر ہے صدف اُتار گیا بزم جہاں میں
تیرے وجود سے زینت و رونق ہے جہاں میں
وجودِ زن سے میکدہ کی شان باقی ہے
شمع پروانہ، گل و بلبل کی آن باقی ہے
تجھ سے حوروں کا تصور ملا ہے انسان کو
ایک سراپا حسن کا پیکر ملا ہے انسان کو
تیرا آنچل ہوا میں جب لہرائے
قوس و قزح دیکھے تو شرما جائے
تیرے تبسم پر بجلیاں نثار ہوتی ہیں
لے انگڑائی، لچکتی شاخ ثمردار ہوتی ہیں
تیری آنکھوں میں حسن کا جادو چہرہ گلاب ہے
تیرے جلووں میں بیخودی نشہ شراب ہے
تیری آمد پر بہاریں مسکراتی جاتی ہیں
شمیم باغ بھی خوشبو لٹاتی جاتی ہیں
چاندنی راتوں میں دردِ فراق انتظار کی گھڑیاں
لمبے ہوئے، ماہ و سال وصال انتظار کی گھڑیاں

تیرا چہرہ ادوار زماں کی کتاب ہے
داستاں آدمؑ تا ایں دم کا باب ہے

تیرے ناز و نخرے و شوخی امانت ہے
چنچل ادائیں اور شرارت امانت ہے

تیرا سراپا یہ حسن کا پیکر امانت ہے
تیرا چہرہ وہ گداز بدن امانت ہے

تیری سیمی بانہیں، دل کی دھڑکن امانت ہیں
تیری ادائیں وہ توبہ شکن امانت ہیں

تیرے وہ جلوے، آواز دلکش امانت ہیں
تیرا تبسّم، دلجوئی کی عادت امانت ہیں

ہر شعبۂ زندگی میں کمال دکھاؤ نقاب میں
ظلمتِ جہل مٹا کے شمع علم جلاؤ نقاب میں

دیش کو تم پروان چڑھاؤ نقاب میں
ہستی کو اپنے کندن بناؤ نقاب میں

بے پردگی قانون فطرت سے بغاوت ہے
یہی منشاء الٰہ و رسالتؐ ہے

پردہ میں ہیں عورت کی حفاظت ہے
اسکے عفت و عصمت کی ضمانت ہے

جب بھی آنکھیں چار ہوتی ہیں
باعث فتنہ وانتشار ہوتی ہیں

جوانی جنون کا ایک شعبہ ہے
عورتیں شیطاں کے جال کا صیغہ ہے

"ناگ سے ناگن بری کاٹت لہرا آئے
نر سے ناری بُری دیکھت لہرا آئے"

صدیوں سے اس صنف پر ظلم ڈھالا گیا ہے
عورت کے مرتبہ کو بہت گرایا گیا ٹھکرایا گیا ہے

عورت کے داستان الم کی کوئی انتہا نہیں ملے گی
جھانکئے ماضی کی طرف ستم کی کوئی انتہا نہیں ملے گی

جب رحمت عالم محسن اعظمؐ تشریف لائے ہیں
صنف نازک کے کیا خوب مقدر جگائے ہیں

ظلمت جہل مٹا کے زمانے کو روشنی دیدی
حق ورسالتؐ کے فرماں سے ایک زندگی دیدی

عورت کے چار روپ کتنے ہیں پیارے
ماں بہن بیوی اور دختر ہمارے

ماں کی ممتا اور الفت کا کوئی ثانی نہیں
اس سے بڑھ کوئی اور ہمدم وجانی نہیں

ماں کرتی ہے اولاد کی پرورش کتنا بڑا سہارا ہے
سب کرتے ہیں پیار اس سے، ہر فرد اس کو پیارا ہے

اس محترم ہستی سے سب ہی کو راحت ہے
مفہوم قولِ نبیؐ ماں کے قدموں تلے جنت ہے

بہن، بیٹی کی محبت سے سارا گھر روشن ہے
کرتے ہیں پیار باہم کیا سکوں اور امن ہے

آخر میں کون؟ وہ ہے رفیقِ حیات
ہاتھ میں اسکے سب کچھ اور کُل کائنات

مرد عورتوں پر حاکم ہیں یہ جان
باہمی حقوق اور فرائض کو تو پہچان

مرد بادشاہ ہے تو یہ ہے وزیر
مسائل کے حل میں ہے وہ بہتر مشیر

آج کے دور میں عہدِ ماضی کی یاد آتی ہے
داستانِ دختر کُشی پھر سے دہرائی جاتی ہے

ستم کی چکی میں آج بھی وہ پسی جا رہی ہے
لُٹ رہی ہے، کٹ رہی ہے ٹوٹی جا رہی ہے

درد کی چیخیں فضاؤں میں گونجی جا رہی ہیں
چتاؤں کی بھینٹ وہ چڑھائی جا رہی ہیں

عفریت جہیز نے لوٹا ہے اِن بہاروں کو
دھن کی لالچ نے چمن میں بویا ہے خاروں کو

ماں کی آنکھوں سے اشک رواں ہیں
اولیا ادھر مغموم اور پریشاں ہیں

میرے خالق تو ہی سب کا پاسباں ہے
رحم کر کلیوں پر تو ہی گلشن کا باغباں ہے

فطرتاً عورت کمزور مرد کے مقابل آ نہیں سکتی
الرجال قوامون کا وہ مرتبہ ہرگز پا نہیں سکتی

مادر شیر میں بھی اس کو ایک ہی حصہ ملا
جبکہ مرد دو حصے کا حقدار ٹھہرایا گیا

مرد سے عورت کے کم عقل ہونے کا یہ اثر ہے
ایک مرد کے مقابل دو عورتوں کی گواہی معتبر ہے

ستائش و تملق سے وہ غلام ہوتی ہے
ذرا سے التفات پر وہ رام ہوتی ہے

شوہر کی اطاعت و خدمت اسکی عادت ہے
اشاروں پر مرمٹنا اسکی پیاری خصلت ہے

مرد و عورت ہمراز ہیں وہ باہم
ایک ودسرے کا وہ لباس ہیں باہم

وہ رہگذر ہے راہی کو تھکا دیتی ہے
اپنے محبوب کو دیوانہ بنا دیتی ہے

کبھی شبنم اور کبھی شعلہ کا گماں ہوتا ہے
تغیر پر آدمی بہت حیراں ہوتا ہے

ہٹ دھرمی مزاج میں اسکے شامل ہے
یہ صفت تو یاروں ضرب المثل ہے

شریک الفت اس گوارا نہیں ہرگز
گلستاں میں کوئی اور بلبل گوارا نہیں ہرگز

بے التفاتی پر ناراض وہ ہوتی ہے
منانے کی فکر میں ہمشہ وہ رہتی ہے

شرم وحیا مزاج میں شامل ہے
یہ خوبیاں لائق تحسیں اور قابل ہیں

ضبط تحمل ہے کیا اس کی بردباری
یہ خوبیاں ہیں قابل ذکر اور کتنی پیاری

اولاد پر ہے سو جان سے وہ قربان
یہ اس کا سب سے بڑا ہے احسان

اہل خانہ کا بھی وہ خیال کرتی ہے
خوشیوں سے سب کو مالا مال کرتی ہے

کڑی دھوپ میں تپتے ہوئے تحمل کا پتہ دیتی ہے

چھاؤں دیتی ہے ثمر دیتی ہے اور ہوا دیتی ہے

جلتی ہے، پگھلتی ہے، آہ کرتی ہے نہ ندا کرتی ہے

سحر ہونے تک اہل خانہ کو وہ ضیاء دیتی ہے

دبستانِ علم وادب کو نکھارا اس نے

گلشن ہستی کو کیا خوب سنوارا اس نے

فروغ علم وادب میں یہ شامل ہوئی

تذکرہ حُسن وادا ہو تو یہ غزل ہوئی

فرشتوں سے بڑھ کر انسان تجھ سے پیدا ہوئے

مبارک ہستیاں، محبوب یزداں تجھ سے پیدا ہوئے

آج تک انسانیت جن پر نازاں تو نے پیدا کیے

علمبردار انسانیت و مہرباں تو نے پیدا کیے

تجھ سے جاری ہوئے ذریت ہابیل اور قابیل کے سلسلے

خیر و شیر نور اور ظلمات مقتول و قاتل کے سلسلے

پردہ میں ہی عورت کی حفاظت ہے

اسکے عفت اور عصمت کی ضمانت ہے

جہاں فطرت کے اُصولوں کی پاسداری ہے

زندگی کیا خوب جنت، خوشگوار اور پیاری ہے

صد شکر کے لکھنے کی توفیق دی خدا نے

شاکر کو، کیا تخیل بخشا ہے خدا نے

۵۵

سحر خیزی

صبحدم پرندے چہچہا رہے ہیں
خدا کی تعریف کے گن گا رہے ہیں
ٹھنڈی ہوا کے جھونکے آ رہے ہیں
مرغ بھی بانگ دے کر جگا رہے ہیں

سحر خیزی خدا کی نعمت ہے
دیر تک سونا بری عادت ہے

کیا روح پرور ہوا آ رہی ہے
نسیم سحر سب کو جگا رہی ہے
شمع کی لو بھی جھلملا رہی ہے
وہ موذن کی صدا بھی آ رہی ہے

سحر خیزی خدا کی نعمت ہے
دیر تک سونا بری عادت ہے

عبادت خانے جاگ اُٹھے ہیں
رب کی دیوانے جاگ اُٹھے ہیں
مسجد جانے وہ جاگ اُٹھے ہیں
رب کو منانے جاگ اُٹھے ہیں

سحر خیزی خدا کی نعمت ہے
دیر تک سونا بری عادت ہے

صبح سویرا ہوا چاہتا ہے
اُجالا غالب ہوا چاہتا ہے
وقتِ فجر ختم ہوا جاتا ہے
ناداں بتا تو کیا چاہتا ہے

سحر خیزی خدا کی نعمت ہے
دیر تک سونا بری عادت ہے

آہ! وقت صبح یہ سنسان گلیاں
خاموش ہے مثلِ شمسان گلیاں
خدا کے بندوں کی یہ حیران گلیاں
رحمت سے غافل پریشان گلیاں

سحر خیزی خدا کی نعمت ہے
دیر تک سونا بری عادت ہے

سحر خیزی کی برکت بتا دو نہ ان کو
خدا کی رحمت کا پتہ دو نہ ان کو
خدا اور رسولؐ سے ملا دو نہ ان کو
بیٹھے ہو کیا ابھی بتا دو نہ ان کو

سحر خیزی خدا کی نعمت ہے
دیر تک سونا بری عادت ہے

حمد

جدھر دیکھتا ہوں اُدھر تو ہی تو ہے
تیرا جلوہ ہر طرف کو بہ کو ہے
تجھ سے ملنے کی حسرت آواز ہے
تیرے بندے کی یارب یہی جستجو ہے
طیور نغمہ خواں ہیں تیری ثنا میں
طوطی کی زبان پر تو ہی تو ہے
درد بھی تو ہے دوا بھی تو ہے
بے کسوں کا یارب آسرا ہی تو ہے
زمین تا فلک تو جلوہ نما ہے
ذرہ ذرہ کی دھڑکن میں تو ہی تو ہے
شمس وقمر اور وہ کہکشائیں
جن کا مرکز الہ بس تو ہی تو ہے
اللہ باقی اور من کل فانی
اول بھی تو ہے آخر بھی تو ہے
دل کی گہرائیوں سے کوئی تڑپ کر پکارا ہے
بھنور سے یہ فریاد بس تو ہی تو ہے
شان مصطفائی ﷺ کیا کہنے ہیں شاکر
روبرو رب اکبر سے جنؐ کی گفتگو ہے

محنت کی کارفرمائی

محنت کی کارفرمائی ہے دونوں جہاں میں
گلشن میں بہار آتی ہے دونوں جہاں میں

صحرا بنے گلستان محنت کی کارفرمائی
خادم بنا ہے سلطاں محنت کی کارفرمائی

موچی بنا وائسرائے شاہاں محنت کی کارفرمائی
پانچویں بنا سائیسداں محنت کی کارفرمائی

ایڈیسن بنا مشہورِ زماں محنت کی کارفرمائی
اختراعات پر حیراں ہے دنیا محنت کی کارفرمائی

تخریب پر کیا تعمیر حیراں ہے ساری دنیا محنت کی کارفرمائی
جاپان بنا ہے سائنس کا میداں محنت کی کارفرمائی

روبوٹ کی ہے یہ دنیا محنت کی کارفرمائی
ستاروں پہ بنی آدم کے کارواں محنت کی کارفرمائی

فلک بوس عمارتوں کی بستیاں محنت کی کارفرمائی
ہائی ٹیک سٹی کے نشاں محنت کی کارفرمائی

بحر و بر میں بنے شہتاں محنت کی کارفرمائی
چاند پر ہونے لگی آبادیاں محنت کی کارفرمائی

شعبہ طب کی یہ ترقیاں محنت کی کارفرمائی
ناخواندہ بنے ہیں لقماں و دانا محنت کی کارفرمائی

لہلہا رہی ہے فصلیں سبز انقلاب ہے
شعبہ زراعت میں ترقیاں محنت کی کارفرمائی

تعلیم کی اشاعت اور یونیورسٹیاں محنت کی کارفرمائی
کوئی محروم نہ رہے اس سے انساں محنت کی کارفرمائی
نیوکلیر دور ہے یہ میاں محنت کی کارفرمائی
مفادِ انسانیت پر ہو اس کا ساماں محنت کی کارفرمائی

گلستان روح پر چھائی ہے خزاں محنت کی کارفرمائی
شرمائے جس سے شیطاں محنت کی کارفرمائی
فاصلوں کی کم ہوگئی ہیں دوریاں محنت کی کارفرمائی
مُٹھی میں آگئی ہے دُنیا محنت کی کارفرمائی

بحر و بر اور فضا میں تیز سفر کی آسانیاں محنت کی کارفرمائی
بَرِ اعظم بنے ہیں گلیاں محنت کی کارفرمائی
شاکر بنا شاعر دوراں محنت کی کارفرمائی
تیرے فضل سے چھپے ہیں تیں دیواں محنت کی کارفرمائی

کوشش

بغیر کوشش کے منزل حاصل نہیں ہوتی
یوں آسانی سے کشتی لبِ ساحل نہیں ہوتی

مقصد کو حاصل کرنے جانفشانی چاہیے
کامیابی کے لئے ذوقِ امتحانی چاہیے

طلب علم کی تھی اُن میں کی ملکوں کی سیاحی
حصولِ علم کی خاطر وہ ہوئے بغداد کے راہی

عمر پڑھنے کی، وقت گنوانا اچھا نہیں ہے
رونا پچھتانا کل کا اچھا نہیں ہے

زانوے ادب تہہ کر کے کسی کے شاگرد بن جایئے
باادب بانصیب کسی کے شاگرد بن جایئے

گرہ کھلتی ہے کوشش سے تیرے دل و دماغ کی
پھول مہکتے ہیں کلیاں کھلتی ہیں باغ کی

جو جستجو میں اپنے کامراں ہوئے ہیں
ہر وقت زندگی میں مشہور زماں ہوئے ہیں

ذرا ایک قدم بڑھا دے آدھا کام ہو گیا

منزل کی طرف بڑھ کے تو شاد کام ہو گیا

چیونٹیوں کے حوصلوں کا ذرا کیجئے خیال

تیمور کی بڑھائی ہمت جو تھا شکستہ حال

صُبحدم اُٹھ کر جو کام کا آغاز کرتے ہیں

فضائے رحمت میں کام کی شروعات کرتے ہیں

اہل جہاں کہتے ہیں کیسے ہیں بہادر یہ قسم

چاند کی تسخیر کی ایورسٹ پر رکھا قدم

خلاق عالم بھی کرتا ہے ایسے لوگوں کی قدر

بیخطر کود پڑتے ہیں مہم جوئی میں جو بشر

شاکر تجھکو ہر دور میں پیچھے نہیں رہنا ہے

ساری انسانیت کو امن کا پیغام دینا ہے

گُل متبسّم

اے گُل متبسم تیرا تبسم اس چمن کی آرزو ہے
ہر شجر کی ہر برگ کی ہر شاخِ گلشن کی آرزو ہے
تیرے مسکرانے سے مسکرا اُٹھتا ہے یہ گُلستاں
جس طرح آمدِ مہتاب پر مسکرائے آسماں
خلوص اور محبت کا ایک پیانہ ہے تو
اس فصلِ بہار کے لئے اک نذرانہ ہے تو
صانع قدرت کی تو ایک کیا حسیں تخلیق ہے
رنگ وحسن اور نزاکت میں سب تجھ سے ہیچ ہے
پیوستہ شجر سے رہ کر تو نے شباب پایا
کی بہت کچھ ترقی اور فیض بے حساب پایا
گُل سے ثمر تلک تھی تیری زِندگانی
پھر تخم نے پائی حیاتِ جاوِدانی
شمیمِ باغ بھی تیرا جو ناز اُٹھاتی ہے ہردم
تیری خوشبو کو ہر سو پھیلاتی ہے ہردم
تیرا حسن ہے دعوت نظارگی سراپا
رنگت نئی حسن نیا اور نزاکت سراپا
شاکر کا بھی یہی شیوہ ہر موسم میں مسکرانا
باغ و بہار آئے یا خزاں کا آنا جانا

گُلاب

چمن میں کیا دھوم مچی ہے گُلاب کی
پھولوں کے تاج حسن میں لاجواب کی

ہر برگ وگُل سے کیسی نزاکت ٹپکتی ہے
ہر پنکھڑی سے کیسی خوشبو مہکتی ہے

سبز پتیوں میں کوئی چہرہ گلاب ہے
یا سبز اوڑھنی میں کوئی لاجواب ہے

ہر غنچہ پہ گماں ہے نازک لبی کا
ہر گل پہ تماشہ ہے بوالعجبی کا

کس ادا سے کوئی دوشیزہ مسکرا رہی ہے
یا کوئی پری سبز کیا جلوہ دکھا رہی ہے

پرتوِ خورشید سے روشن ہوا شبنم کا نگینہ
یا شرم سے عرق ریز ہوئی کوئی پیاری حسینہ

جاگ اُٹھتی ہیں دِل کی وہ پنہائیاں
دیکھ کر تیرے وہ حسن کی رعنائیاں

مثلِ شمع چمن میں تیرا کیا احترام ہے
وہ ہر شجر، ہر برگ وغنچہ تیرا غلام ہے

تاریخ گلستاں میں یہ تو مشہور نام ہے
وہ بلبل بھی تیرے حسن کے عاشق کا نام ہے

حسن میں یکتا ہے تو خوشبو میں بے مثال
یا جیسے پری حسیں ہو کوئی پیکرِ جمال

لطافت میں کوئی نہ تیرا جواب تھا
نہرو کے لباس کا تو ایک باب تھا

ہر سخت دِل کو رام کرتی ہے لطافت
ہیرے کا جگر چاک کرتی ہے نزاکت

محبوب کے مزاج کا تو ترجمان ہے
اُٹھتے ہوئے شباب کا پیارا نشان ہے

خوشبوئے گُل کیا ہی خوب مستانی ہوئی
تتلی بھی تیرے حُسن کی دیوانی ہوئی

بہاروں کے ساتھ چڑھ رہا ہے تیرا شباب
واہ رنگینیوں میں ڈوب گئے تختۂ گلاب

تو مسکراتا ہے تو میں کھلکھلاتا ہوں
تیرے حسن کو دیکھ کر مچل جاتا ہوں

گلستان شاکر کا حسیں نظارا
بڑا روح پرور بڑا پیارا پیارا

تیرا تبسّم دعوتِ انتشار ہے گویا
اس کے بعد ہستی مثلِ غبار ہے گویا

ہائے زندگی یہ انجامِ زندگی کیا ہے
صرف اک تبسّم کے سوا تازگی کیا ہے

شبنم

کوئی شعلہ سا لگے ہے اور کوئی شبنم
کیا کیا تخلیقات ہیں اسکی اے محترم

عارض محبوب پر بکھرے ہیں موتی
جس طرح سُرخ گُل پر چمکے ہے شبنم

گلوں نے باوضو ہو کر تازگی پائی
ذکر خالق کا کیا کی حمد سرائی

صُبحدم شبنم نے وضو کا جو اہتمام کیا
سنبل سجدہ ریز ہوئی شجر نے قیام کیا

اہل گلستاں نے عبادت کا انتظام کیا
چڑیوں نے چھیڑا ترانہ تسبیح کا التزام کیا

ہر پھول مسکرایا اور ہر شاخ لہلہائی
آب شبنم سے ہر ایک نے حاصل کی صفائی

کنول کے پھول سطح آب مسکرانے لگے
وہ قیمتی موتی بھی ان پر اترانے لگے

گُل و لالہ و سبزہ کی شادابی
ہوئی شبنم سے ان کی سیرابی

کتنی خاموش، کتنی فیاض ہے شبنم
محبت کی و ممتا کی لاج ہے شبنم

اُس نے اہلِ گُلستاں کو دودھ پلایا ہے
جبھی تو اس گلستاں پہ شباب آیا ہے

لالہ و گُل میں ٹھنڈک کا انتظام ہے
شبنم کیا خلوص و محبت کا پیغام ہے

دیکھو کتنی حساس اور باحیا شبنم
خورشید کے آتے ہی چھپنے لگی شبنم

وہ فیضِ شبنم کا ہر سو خاص و عام ہے
خدا کی ایک نعمت مفید الانام ہے

شاکر، شبنم کا سا خلوص اپنانا چاہیے
اہلِ چمن کے ساتھ ربط اور بڑھانا چاہیے

تتلی

واہ عاشقِ گُل کا ایک نیا انداز دیکھنا
ہر لمحہ میں کئی رُخ پر پرواز دیکھنا

تیرا وجود آئینہء چمن
ہر نقشِ پر، داستان چمن

آرائشِ چمن کا تو باب ہے
تیرا حسن چمن کا شباب ہے

گُل صد چاک کو کتنی محبوب ہے تو
ہر چشم قدرداں کو مطلوب ہے تو

آرائشِ گُلستاں کا تو باب ہے
تیرا حسن بھی چمن کا شباب ہے

ہر نقش پر چمن کا اک آئینہ سا ہے
اور ہر پر گویا ایک گُلستاں سا ہے

منحنی پرواز میں کیا زندگی عیاں ہے
ایک آن میں یہاں ایک آن میں وہاں ہے

سادگی میں تیری کیا خوبیاں جمع ہیں
ننھے سے وجود میں فطرت کے نشاں ہیں

صانع قدرت کی حسیں تخلیق ہے تو
ننھی منی کیا بہتریں مخلوق ہے تو

کوئی پری خانہ کی حسیں مخلوق ہے تو
چمن کے مکینوں کو مطلوب ہے تو

عاشقِ گل ہے تو بھنورا بھی دیوانہ
دونوں کا وطن ایک اور یاں آب ودانہ

کس قدر تو بلا کی چالاک ہے
کیا حسیں اور بہت بے باک ہے

شاکر کو کھینچا ہے تیر اندازِ دلبرانہ
تو گلوں کی ہے شائق جگنو شمع کا پروانہ

جگنو

شام برسات میں ہر طرف و ہر سُو
جدھر بھی دیکھئے بکھر گئے جگنو

شام برسات ہمیں بہت بھائی
جگنوؤں کی بارات دی دکھائی

آوارہ گرد پھرتے ہیں یہ ہوا میں
اشرار ہیں کہ گویا اڑتے ہیں فضا میں

بزم آسماں کی رونق وہ تارے
زمیں کے لئے ہیں حسیں یہ نظارے

انوار کی ہے بارش مہکتے ہوئے چمن میں
شب، موتی لٹا رہی ہے مہکتے ہوئے چمن میں

کلیاں چٹک کر پھول بن رہی ہیں
جگنو کی بارات رقص کر رہی ہیں

کاشانہ چمن کا عالم نرالا
ظلمت کے گلے ملتا ہے اجالا

آتش بازی کو تم نے آسماں پہ دیکھا
یہ بھی دیکھ لینا تم جا کے چمن میں

رونق گلستاں کے یہ ہیں سیماب پارے
چشم وا سے دیکھو کیا حسیں ہیں نظارے

گلستاں میں دیکھو کیا چہل پہل ہے
رات میں جگنو تتلیوں کا بدل ہے

ہر آن ہیں رقصاں وہ ماہ پارے
کیا آکاش سے اُتر آئے یہ تارے

محفلِ شب جگمگا اُٹھی ہے
روشنی ہر طرف پھیلی ہوئی ہے
ظلمتِ شب کوئی تقریب منا رہی ہے
اس لئے پریوں کی بارات جا رہی ہے
گردش میں ایسی سرعت دیکھی نہیں کسی کی
ایک آن میں تیز حرکت دیکھی نہیں کسی کی
حرکت میں زندگی وہ سمجھائے جا رہے ہیں
افقِ جہاں پر وہ چھائے جا رہے ہیں
قدرت کا دیکھئے کیا خوب انتظام
منظرِ حسیں میں ہے لطف دوام
شاکر کے دِل پر اس کا اثر ہے
کیا خوب منظر حسن نظر ہے

گر ممکن ہوتا قیامت تیرا ذکر مدام کروں
گر تو بلا لے، تیری مرضی کا احترام کروں

برسات

یہ حسیں رُت برسات کی جب آئی
ہر سو کلی کلی بہت ہی مسکرائی

بادل گھر کے آئے ہیں آسماں پر
اندھیرا چھا گیا ہر سو فضا پر

دیکھو گھنگھور گھٹائیں اُمڈ اُمڈ کے آ رہی ہیں
بادل گرج رہے ہیں اور بجلیاں چمک رہی ہیں

تھوڑی ہی دیر میں وہ دیکھو بارش کا سماں
یہ ٹھنڈی ٹھنڈی ہوائیں اور بادو باراں

چمک کے ساتھ وہ دیکھو مسلسل بارش ہو رہی ہے
یہ زمیں پہ جل تھل تیز پانی کی رو بہ رہی ہے

ہے باغ و بہار کا زمانہ برسات کا زمانہ
کوئل یہاں کوکتی ہے وہاں بلبل کا آشیانہ

سبزہ لہلہایا اور ہر کلی مسکرائی
میداں میں قدرت نے مخملی چادر بچھائی

اُفقِ آسماں پر دھنک کی نیرنگیاں
نیچے باغوں میں جھولے اور رنگ رلیاں

ابھی تک تپ رہے تھے زمیں و آسماں
اس کی رحمت نے ڈالی جاں میں جاں

سوکھی زمیں خوب سیراب ہوئی ہے
ٹھنڈک آئی گرمی نایاب ہوئی ہے

خنک اور یہ ٹھنڈی ٹھنڈی ہوائیں
پانی برسا نکھر گئی ہیں فضائیں

پپیہے کی پی کہاں دل کو بھائی

مینڈک کے ترانے کی صدا آئی

طاؤس رقصاں ہیں صحراوں میں

طیور چہچہاتے ہیں فضاؤں میں

ہر سو سبزہ ہے کوہ و بیاباں پر

مخملی چادر بچھی ہے میداں پر

دیکھ کر آمدِ بہارِ و باراں

خوش ہو گیا وہ غریب دہقاں

مردہ زمیں میں خالق نے جان ڈالی

خوش ہے ہر روح پتہ پتہ، ڈالی ڈالی

مخلوق خدا منتظر تھی اس کی

ہر شجر و حجر کو چاہ تھی اس کی

خالق نے عروس فطرت کو دیا ہے جوڑا

شاکر جتنا بھی شکر کرو وہ ہے تھوڑا

دھنک

دیکھو فضا بارانِ رحمت سے کس قدر دُھل گئی
یہ سبزہ زار جاگ اُٹھا اور ہر کلی کھل گئی

شعاعِ خورشید نے قطروں سے ہاں
واہ! کیا حسیں بنادی ہے وہ کماں

شفاف آسماں پر خورشید خندہ زن
مقابل میں دِکھائی اُس نے اپنی پھبن

دیکھو نظارہ دھنک کتنا پیارا پیارا ہے
ہر چھوٹا بڑا اس قدر محو نظارا ہے

یہ ست رنگی دھنک سب کو بھائی
ہر نگاہِ پُر شوق کا دل لبھائی

رنگوں کا انداز تو دیکھو کس قدر مل رہے ہیں
محبت سے مل کر گلے وہ باہم پھسل رہے ہیں

زینتِ فلک خوب بڑھاتی ہے دھنک
وقتِ مختصر کے لئے آتی ہے دھنک

تھوڑی دیر میں یہ رنگ ہوا ہو جائینگے
اور دیکھتے ہی دیکھتے منتشر فضا ہو جائینگے

زندگی بھی ہے اس طرح بہاروں کا سماں
کچھ کر لے شاکر ورنہ پچھتائے گا کل وہاں

شجر کاری

دیکھو برکھا کا موسم کتنا سہانا ہے
اب تو ہمیں شجر اور پودے لگانا ہے

درخت اور پودوں سے راحت ملے گی
وہ پھل پھول دیں گے اور ٹھنڈک ملے گی

ان کے سایہ میں دم لیں گے سب انساں
دھوپ اور لؤ سے بچائیں گے وہ جاں

پرندے چہچہائیں گے ان کی ڈالیوں پر
وہ بسیرا بھی لیں گے ان کی ڈالیوں پر

جس نے پودا لگایا کیا بڑا کام کر گیا
خود پر آنے والوں پر احسان کر گیا

پرکھوں نے کبھی جو لگائے تھے پودے
گھنے پیڑ بن گئے ہیں آج وہ پودے

تازہ ہوا میں کیا مزا آ رہا تھا
ورنہ آلودگی سے دم گھٹا جا رہا تھا

ہوا صاف ہوگی اور بارش خوب ہوگی
زمیں زرخیز اور خوب مضبوط ہوگی

اب درختوں کو ہر سو لگائیں گے ہم
ہر خطۂ ویراں کو چمن بنائیں گے ہم

ذاکر تم بھی، غفلت میں نہ رہنا
ورنہ گزر جائے گا بارش کا مہینا

غزل

ہر ذرہ میں عالم قیامت کا بپا ہے
آزر ہی جانتا ہے پتھر میں کیا چھپا ہے

ہر روپ میں مخلوق کے ایک حُسن ادا ہے
دی ہوئی خالق کی یہ اس کو عطا ہے۔

ہر سُو پھیلا دیا سورج نے ضیا کو
ہر ذرہ ذرہ صحرا کا خورشید بنا ہے

غافل ہے انسان اطاعت و عمل سے
اس کو معلوم نہیں، کب وقتِ قضا ہے

پانی کی طرح ارزاں ہے آج انسان کا لہو
مولیٰ میرے کرم کر، یہ تجھ سے دعا ہے

روتے ہوئے شمع نے یہ پیغام دیا ہے
دمِ سحر ہے اور کوچ کا نقارہ بجا ہے

بھنور میں کشتی بس ڈوبنے کو تھی
صد شکر کہ خالق نے تھام لیا ہے

گھبرا نہ شاکر تو آندھی اور طوفاں سے
مامون رہا وہ جس نے اللہ کا نام لیا ہے

پدرِ محترم

پدرِ محترم تمہیں پاؤں گا کس طرح
وہ گوہرِ نایاب دِکھلاؤں گا کس طرح
اب دل کو اپنے سمجھاؤں گا کس طرح
اب ابا جان کو بتلاؤں گا کس طرح

پدرِ محترم تم کہاں پر چلے گئے
ہم سب کو بہت رُلا کر چلے گئے

سب ملتے ہیں پر آپ کی تصویر نہیں ملتی
اور بھٹک رہا ہوں کوئی تنویر نہیں ملتی
بے مثل محبت کی تاثیر نہیں ملتی
ممتا اور اُلفت کی نظیر نہیں ملتی

پدرِ محترم تم کہاں پر چلے گئے
ہم سب کو بہت رُلا کر چلے گئے

تمہاری شکل سے عجیب تازگی ملی مجھکو
تمہاری زیست سے ایک زندگی ملی مجھکو
گم کردہ راہوں میں رہبری ملی مجھکو
مینارِ نور سے ایک روشنی ملی مجھکو

پدرِ محترم تم کہاں پر چلے گئے
ہم سب کو بہت رُلا کر چلے گئے

تمہیں دیکھ کر پھولا نہیں سماتا تھا
بہت ہی ناز سے میں مسکراتا تھا
اک اشارے پر حکم آپکا بجالاتا تھا
کہیں سر اور آپ کے پاؤں دباتا تھا

پدرِ محترم تم کہاں پر چلے گئے
ہم سب کو بہت رُلا کر چلے گئے

بہت سی دعائیں ساتھ ہیں پھر بھی
تخیل کی دُنیا آباد ہے پھر بھی
اشکوں کا جہاں آباد ہے پھر بھی
اور سعادت پر مجھ کو ناز ہے پھر بھی

پدرِ محترم تم کہاں پر چلے گئے
ہم سب کو بہت رُلا کر چلے گئے

ماں کی عظمت

آج تک تجھ سا مہرباں کبھی دیکھا نہیں
ایسا محبت کا نشاں کبھی دیکھا نہیں

تو خیر خواہ تھی بے شک میری ذات کی
اور ملجا و ماوی تھی میرے آس کی

میرے وجود کا تو باعث بنی
پرورش و پرداخت کا باعث بنی

تیرے وجود سے یہ جہاں روشن ہے
ہر سو پر بہار ہے مہکتا ہوا چمن ہے

تیرے ممتا کے سائے میں میں تو بڑھتا رہا
تیری آغوش میں پل کر جواں ہو گیا

تیرا وجود غنیمت ہے دل جاں کے لئے
ایک رہنما تو چاہئے کارواں کے لئے

تیرے شیر و آغوش کا کوئی متبادل نہیں
تیرے لاڈ و پیار کا کوئی متبادل نہیں

تیرے بغیر یہ کشتی بے پتوار ہے
تیرے بغیر یہ زندگی دشوار ہے

تو مسیحا ہے میرے درد و آزار میں
تو تسکین دل ہے میرے افکار میں

رب نے موسیٰؑ کو یوں مخاطب کیا
سنبھل کر چلنا اے موسیٰؑ تم ذرا

میرے مستقبل کی تو خیر خواہ ہے
میری بھلائی و فلاح تیری چاہ ہے

دعاؤں کے لئے اب کوئی سہارا نہیں
وہ ماں مر چکی ہے جس سے کوئی پیارا نہیں

اس جہاں میں تجھ سا کوئی پایا نہیں
تیری ممتا کا حاصل کوئی سایہ نہیں

ہر مُہم کے پیچھے تیری ذات تھی
ہمت تھی طاقت تھی اور آواز تھی

آج تک مجھ کو وہ لذت کے نوالے یاد ہیں
تیری شفقت و محبت کے نوالے یاد ہیں

فرمانِ ربی تیری تائید میں ہے
فرمانِ نبیؐ تیری تائید میں ہے

تیرے قدموں تلے میری جنت ہے
تیری خوشی میں مجھ کو راحت ہے

ماں پر کسی اور کو ترجیح نہ دینا
ورنہ تا زیست پڑیگا رونا

شادابیٔ چمن تیری دُعاؤں سے ہے
درخشانیٔ گلشن تیری دعاؤں سے ہے

ماں باپ کا جس جس پر عتاب ہوا ہے
وہ نہ کبھی سرسبز اور شاداب ہوا ہے

تو نگراں تھی میرے اُن کمالات کی
تو نگہباں بھی تھی میرے اخلاق کی

حکم اُف کرنے کا تم کو ہرگز نہیں ہے
تیری تکلیف گوارا ہرگز نہیں ہے

وہ دو جہاں میں سرخ رو جسکو تو دعا دے
وہ بد بخت نامراد ہوا جس کو تو بد دعا دے

تیری وہ دعا فیصل ہے دو جہاں میں
ظالم کو پناہ نہیں ہے دو جہاں میں

پیغمبرؑ اولیا، قلندر اور شاہ
سب تیری گودی میں پلے بڑھے ہیں

ہر دین و مذہب تیرے مدح خواں
تیری پاکیزہ محبت کے سب ثنا خواں

وہ خوش نصیب ہیں جن پر تیرا سایہ ہے
وہ روتا ہے اب تک جس نے تجھ کو کھویا ہے

حقوق کے بارے میں ڈرو رب سے
اور حقوق ادا کرو تم سب کے

بھائیو! سب کے حقوق سب کو دیدینا
مگر ماں پر کسی اور کو ترجیح نہ دینا

جو اس نعمت سے محروم اس کی تلافی
مسلسل توبہ، استغفار اور معافی

شاکر بھی عرض کرتا ہے بہ چشم پرنم و ناشاد
بھائیو! میری ماں کو بھی رکھنا دعاؤں میں یاد

غزل

پھر دیکھ لیا اُس نے شرارت کی نظر سے
وہ پروانہ چلا آیا نہ جانے کدھر سے

عزمِ جواں کے ساتھ پربت کا حوصلہ بھی
ٹکرا رہا ہے طوفاں ساحل کے جگر سے

آمدِ بہار ہے، کیا گلشن مہک رہا ہے
پھر انگڑائی لی فضا نے جس کے اثر سے

جلا کر شمعِ علم نظاروں کو ضیا بخشی
شہرت ہے آج اُنھیں کی علم و ہنر سے

بزمِ دو جہاں میں وہ کامراں رہے ہیں
کرتے ہیں جو محبت مادر اور پدر سے

توبہ ہی بنی آدم کی معراج ہے یارو
ندامت کے آنسو بڑھ کر ہیں گُہر سے

اوروں کی کیا خبر لوں، اپنی خود احتسابی میں
ہر ایک کو گزرنا ہے یاروں اُس یومِ حشر سے

ارض و سماں ہیں سُرخ فلک شعلہ بار ہے
مولیٰ میرے کرم کر رحمت کی نظر سے

عقبیٰ ہے، حساب ہے یوم الجزار ہے کل
آئے گا نہیں یہ موقع پھر بار دگر سے

ٹھنڈی ہوائیں آئی تھیں شاہ کو مین کو میرے
شاکر بھی اُٹھا ہند کی اسی خاک اثر سے

غزل

ایک چھوٹا سا دل ہے مگر اُچھلتا جاتا ہے

اُن کی آمد سے رنگِ محفل بدلتا جاتا ہے

یادِ ماضی کی حسیں گھڑیاں

چشمِ دریا اُبلتا جاتا ہے

بس چشم کرم کے تھے ہاں ہم تو مرہونِ مقت

مزاج یار بہکتا اور پھر سنبھلتا جاتا ہے

آہ ! ایک پھول سا دل ہوتا ہے ہر کسی کا

بتا پھر کیوں، تو اِسے مسلتا جاتا ہے

کیا قرب و بُعد وہ تو ایک ہی فاصلے تھے

خیالِ یار بس تصوّر میں ڈھلتا جاتا ہے

وہ دیکھو، رُخ زیبا پہ گھٹائیں چھائی ہیں

اب گھٹاؤں سے ماہتاباں نکلتا جاتا ہے

عملِ انساں جب موڑ لیتا ہے شیطانی

تو پھر رنگِ آسماں بھی بدلتا جاتا ہے

اس دارِ فانی میں مختصر ہے یہ عمرِ عزیز

اس کی زینت پہ شاکر کیوں مچلتا جاتا ہے

حُبِّ وطن

وطن کی محبت نصفِ ایمان ہے
یہ خدا کے ولی کا فرمان ہے
وطن پر تو سب کچھ قربان ہے
وطن کی محبت کی یہ پہچان ہے

وطن کی محبت ہے جان وتن میں
بلبل ہے شاداں اپنے چمن میں

اس خلائی دور میں ہم پیچھے کہاں
سفر جاری رہے گا سوئے آسماں
پرتھوی، اگنی اور وہ آر یہ بھٹ
مساعی کہاں ہوگی یہ رائیگاں

وطن کی محبت ہے جان ون میں
بلبل ہے شاداں اپنے چمن میں

جنّت کا مزا ملتا ہے بیاباں و بن میں
گلزار کھلا رہتا ہے ہر کوہ صحن میں
لبریز ہے کیا مہر و وفا گنگ وجمن میں
کیا کیا نہیں ملتا بتا میرے وطن میں

وطن کی محبت ہے جان وتن میں
بلبل ہے شاداں اپنے چمن میں

گھٹاؤں کو ساتھ ساتھ لئے آتی ہے برکھا
کوندتی ہے بجلی اس تاریک گگن میں
کُوکتی ہے کوئل بیاباں و بن میں
رقصاں ہیں طاوس صحرا و بن میں

وطن کی محبت ہے جان وتن میں
بلبل ہے شاداں اپنے چمن میں

پرندوں کی چہک و گلشن کا مہکنا
لالہ و گل سے وہ صحرا کا دہکنا
آفاق میں چاند ستاروں کا چمکنا
کھیتوں میں فصلوں و سبزے کا لہکنا

وطن کی محبت ہے جان وتن میں
بلبل ہے شاداں اپنے چمن میں

برف پوش اونچے کہسار کے سلسلے
یہ جنگلات و اشجار کے سلسلے
یہ موسم و باغ و بہار کے سلسلے
یہ اولیا، اور اوتار کے سلسلے

وطن کی محبت ہے جان وتن میں
بلبل ہے شاداں اپنے چمن میں

امن وشانتی روایت ہے اس کی
دوستی ومحبت عادت ہے اس کی
سبھی کو سمونا سیرت ہے اس کی
رواداری پیاری خصلت ہے اس کی

وطن کی محبت ہے جان وتن میں
بلبل ہے شاداں اپنے چمن میں

اے میرے وطن کی پیاری زمیں
جہاں میں تیرا کوئی ثانی نہیں
بہت ہی پرانے ہیں تیرے مکیں
صدیوں سے بستے آئے ہیں یہیں

وطن کی محبت ہے جان وتن میں
بلبل ہے شاداں اپنے چمن میں

تہذیب وتمدن کا یہ گہوارا
افقِ جہاں پر امن کا ستارا
ہر بھارتی کی آنکھ کا تارا
دیش ہمارا بہت پیارا پیارا

وطن کی محبت ہے جان وتن میں
بلبل ہے شاداں اپنے چمن میں

کیا آمدِ بہار ہے گلزار چمن میں
پھولوں پہ نکھار ہے گلزار چمن میں
بلبل بھی چہکتی ہے گلزار چمن میں
بادِ صبا چلتی ہے گلزار چمن میں

وطن کی محبت ہے جان وتن میں
بلبل ہے شاداں اپنے چمن میں

گاؤں سے آباد ہے زمین وطن
زرخیز پر بہار ہے زمین وطن
فصلوں سے گلزار ہے زمین وطن
سولہ سنگھار ہے یہ زمینِ وطن

وطن کی محبت ہے جان وتن میں
بلبل ہے شاداں اپنے چمن میں

وہ گھنگھور گھٹاؤں کا یہ مسکن
کوئل کی صداؤں کا یہ مسکن
روح پرور فضاؤں کا یہ مسکن
حسین دلرباؤں کا یہ مسکن

وطن کی محبت ہے جان وتن میں
بلبل ہے شاداں اپنے چمن میں

سرحد کی حفاظت کا جو کام کرتے ہیں
ملک وقوم کا روشن وہ نام کرتے ہیں
وطن کی تاریخ میں درج نام کرتے ہیں
ہم ان سپوتوں کا احترام کرتے ہیں

وطن کی محبت ہے جان وتن میں
بلبل ہے شاداں اپنے چمن میں

وہ سہ سمت ساحل قدرتی سہارا
جانبِ شمال ہمالہ سنتری ہمارا
دکن میں ایلورا واجنتا ہمارا
لال قلعہ وتاج ہیں جمنا کنارا

وطن کی محبت ہے جان وتن میں
بلبل ہے شاداں اپنے چمن میں

کہاں گاندھی ونہرو سے مُحبِ وطن
کاش مل جائیں ایسے امن کے نشاں
اور سب اہل وطن ہوں شاداں وفرحاں
اور یہ گیتی بنے جوں جنّت نشاں

وطن کی محبت ہے جان وتن میں
بلبل ہے شاداں اپنے چمن میں

رازق پرتم رکھنا ایقان
،جے جوان جے کسان،
دیش کی ہے دونوں شان
،جے جوان جے کسان،

وطن کی محبت ہے جان وتن میں
بلبل ہے شاداں اپنے چمن میں

مختلف مذاہب وزباں اس کی شان
اختلاف میں وحدت اس کی پہچان
یکجہتی واخوت، میں ہے اس کا نام
ابوالکلام، کلام اس کی زبان

وطن کی محبت ہے جان وتن میں
بلبل ہے شاداں اپنے چمن میں

یومِ آزادی

یوم آزادی کا آج منا رہے ہیں ہم جشن
ہر کلی کھلی ہے آج پھولا ہوا ہے یہ چمن

ہر غنچہ پُر بہار ہے ہر گُل پہ آج نکھار ہے
مسکرا رہی ہے بزم ہر شئے پہ نکھار ہے

اہل وطن کے دِل پہ آج خوشی کا راج ہے
ہر چھوٹے بڑے کے سر پر آزادی کا تاج ہے

نعروں سے گونج رہی ہے فضاء
اور ماحول سارا جاگ اُٹھا

شب تیرو تار کیسے کٹی یہ سحر کیسے ہوئی
انجم صد ہزار مٹے تب کہیں یہ سحر ہوئی

ٹیپو کے عزم، لکشمی کے بلیدان کی قسم
نونہالانِ چمن کے جان اور آن کی قسم

جلیان والا باغ کی خونین داستاں کی قسم
جنگ آزادی کے ان جانباز شہیدان کی قسم

کئی قافلے تو لُٹ گئے آزادی کی راہ میں
جانیں گنوائیں شوق سے آزادی کی چاہ میں

گاندھی نے اپنے عزم سے طوفاں کو موڑ دیا
دکھائی جرأتِ مردانہ دشمن کو توڑ دیا

عزم و استقلال سے دشمن سرنگوں ہوا
یکجہتی بے مثال سے حاکم سرنگوں ہوا

شہیدانِ وطن کے لہو سے سینچا گیا یہ چمن
ہر سو پر بہار ہے مسکرا رہی ہے یہ انجمن

یوم آزادی کا آج منا رہے ہیں ہم جشن
ہر کلی کھلی ہے آج پھولا ہوا ہے یہ چمن

غزل

جوانی کی ہر حسین شام و سحر ہوتی ہے
زندگی پھول کے سیجوں پہ بسر ہوتی ہے

آمدِ بہار ہے گلشن پہ شباب آیا ہے
ہر گھڑی شگفتہ ہر نظر حسن نظر ہوتی ہے

انجم نثار ہوتے ہیں جس رات پر قسم
اُس رات کی بھی کیا خوب سحر ہوتی ہے

ماہ نیم کی ہے آسماں پہ جلوہ گری
شمع بزم یہاں جلوہ گر ہوتی ہے

اس گنج راکھ پر ہرگز نہ تاسف کرنا
اسی ہی ڈھیر میں جانِ شرر ہوتی ہے

دوست ہیں مخلص ہیں، کچھ محبانِ عناد
کیسے کیسے رہگزاروں سے گزر ہوتی ہے

عزائم کی معراج کے ہیں یہ تو بھرپور جلوے
زمیں پہ ہم ہیں مگر ستاروں پر گزر ہوتی ہے

بدون حکم کے اس کے پتہ نہ ہل سکے شاکر
اُسی کے حکم سے گردش شمس و قمر ہوتی ہے

چاند

اے ماہتاباں کھل گیا تیرا بھرم
پرتوِ خورشید سے چمکتا ہے تو صنم

چمکتا ہے تو مگر یہ چمک تیری نہیں
مستعار ہے یہ روشنی خود تیری نہیں

نازنینوں کو مہ جبیں کہتے تھے ہم
اور اب اُنھیں کیا کہیں اس کا ہے غم

دیکھنا ہر سو یہ داغ، دھبے یہ پہاڑ و غار
تیرے چہرے پر کتنے ہیں یہ نقش و نگار

اہل سائنس نے تجھ پر کیا ستم کر دیا
حسینوں کو اب تجھ سے بہت بدظن کر دیا

تیری خاموشی و حسنِ عمل کا گرویدہ ہوں
گر تو مظلوم سہی دل سے تجھ پر شیدا ہوں

حُسن ازل کی تو حسیں تخلیق ہے پیارے
معجزہ شق القمر کی تفسیر ہے پیارے

شب تیرہ و تار میں رہبر ہے تو
محفل شب کا واقعی قیصر ہے تو

عیدِ ہلال بن کر چمکا ہے تو اُفق پر
دیکھتے ہیں صائم تجھ کو ہاں اُفق پر

دیکھ کر تجھ کو سمندر بھی جھومتا ہے لاکلام
بحرِ مواج میں طوفاں کی پرورش کا نظام

تاروں بھری رات کتنی سُہانی
اس پر تیری وہ عجب حکمرانی

محبوب ہم سفر ٹھنڈی ہوائیں
نغمۂ محبت پھر کیوں نہ گنگنائیں

کیسی مشام جاں ہے رات رانی کی بہار
مسکراتی ہے محبت کھل اُٹھتا ہے پیار

بدرِ کامل ہو تو عاشقوں کی عید ہوتی ہے
اور عید ہلال ہو تو عیدِ سعید ہوتی ہے

شب وصل کی بہت بڑھ جاتی ہے تجھ سے رونق
ایک آسماں پہ تو ہے زمیں پہ اُن کی رونق

یہ بتا دریچہ سے کیوں جھانکتا ہے تو
کیا دو دِلوں کی محبت کو آنکتا ہے تو

ہاں بے شک تو گواہ ہے شبِ روشن کے افسانوں کا
پہنچا اپنی منزل کی طرف قافلہ ارمانوں کا

تیری کشش سے شاکرؔ بہت بے قرار ہے
بدرِ کامل کے لئے سراپا انتظار ہے

(۷۶) مہرِ تاباں

اے مہرِ تاباں اُفقِ آسماں پر تو ہے جلوہ فگن
ذرہ ذرہ پُر نور ہے روشن ہو گیا سارا آنگن

تیری آمد سے روشن ہو گیا یہ سارا جہاں
تو جب آجائے تو پھر تاریکی رہتی کہاں

مخزنِ نور و حرارت ہے کیا ہی زندگی تیری
خلق کی خدمت میں بس رواں ہے زندگی تیری

مظہرِ قدرت کا ایک تابندہ نشاں تو ہے
مسعدِ بے لوث منزل کی طرف رواں تو ہے

تیرا فیضِ عام دیتا ہے تیری وہ عظمت کا پتہ
کیا شیریں ثمر ہیں اور پھولوں میں رنگ و بو

ہر ایک کو رہتی ہے اکثر تیری جستجو
اے خالق کے باوفا، مطیع اور نیک خو

گردش میں تیری مضمر ہے رازِ زندگی
صبح دوپہر اور پھر کیا شامِ زندگی

غزل

ربطِ رحمت کردگار رہنے دے
دل وزباں پہ سدا ذکرِ یار رہنے دے

ذکرِ نبیؐ سے فضا مشکبار رہنے دے
لبوں پہ صلِّ علیٰ بار بار رہنے دے

صد شکر کے ملے ہیں ہمیں محسنِ اعظمؐ
دل اور جاں، اُنؐ پہ نثار رہنے دے

یہ حقیقت ہے ماں کے قدموں تلے جنت ہے
یہ بات پیشِ نظر سیدِ ابرارؐ رہنے دے

علم سے بڑھ کر کوئی ہتھیار نہیں ناداں
العلم مسلاحی کی تجھ میں تکرار رہنے دے

ظلمتِ جہل سے ٹکراتے ہیں جام وسبو
روشنیِ میکدہ میں برقرار رہنے دے

حُسن بیتاب ہے جلوہ نمائی کے لئے
اپنی غیرت کا سدا اعتبار رہنے دے

راستی وبیبا کی اپنا شعار رہنے دے
مثلِ منصورؒ تو سر، سردار رہنے دے

چمن میں باغ و بہار رہنے دے
امنِ جہاں برقرار رہنے دے

ورنہ گیتی بتائے گی تجھے روزِ اوّل کا سماں
جذبہء تخریب شرمسار رہنے دے

گفتار کا غازی بن کے پھرے ہے شاکر
خود کو یوں دین کا حامل کردار رہنے دے

سخاوت

صدقہ تو بیشک ردِّ بلا ہے
ہے دنیا میں راحت آخر میں صلہ ہے

کرتے ہیں جو سخاوت دریا دلی سے
اپنا تو اپنا اوروں کا بھلا ہے

جس نے بھی کی عنایت ظفریاب ہوا وہ
رب کی نظر میں وہ انسان بھلا ہے

جو محروم کرے تجھ کو اس کو عطا کر
اہلِ ظرف کے دل پر نہ شکوہ گلہ ہے

محبوب ہیں وہ جو کوئی شکایت نہیں کرتے
قانع ہیں اُسی پر جو اُن کو ملا ہے

رازق ہے وہی مولیٰ دیتا ہے سبھی کو
پیش نظر اس کے نہ بہانہ نہ حیلہ ہے

بُخل اہلِ ثروت کا کچھ اچھا نہیں لگتا
دیتے رہو راہ میں جو رازق سے ملا ہے

یہ رونق جہاں زور زمین رہ جائیں گے یہیں
شاکر، سخاوت ہے زاد سفر حفاظت کا قلعہ ہے

علم کی روشنی

سربستہ راز فطرت عیاں علم کی روشنی سے
ہوتا ہے عرفان یزداں علم کی روشنی سے

دلائل و براہاں علم کی روشنی سے
تدبر تفسیر قراں علم کی روشنی سے

پہچان ہے مرشد کی علم کی روشنی سے
ملتا ہے منزل کا نشاں علم کی روشنی سے

ادب و تہذیب کا پاسباں علم کی روشنی سے
بنے خواجہ خواجگاں علم کی روشنی سے

قاضی امام رہنما علم کی روشنی سے
حاکم دوراں بن گئے علم کی روشنی سے

حق کا بتائے آئینہ علم کی روشنی سے
سود و زیاں بتائے علم کی روشنی سے

ہیں لوح و قلم درخشاں علم کی روشنی سے
کائنات پر کارفرماں علم کی روشنی سے

ہنر و فن کا قدرداں علم کی روشنی سے
اچھے برے کی پہچاں علم کی روشنی سے

سائنس کا ہے فیضاں علم کی روشنی سے
صحرا بنے خیاباں علم کی روشنی سے

بنے ارسطوئے زماں علم کی روشنی سے
قوم وملت کا پاسباں علم کی روشنی سے

رب کی بندگی ہے علم کی روشنی سے
آداب فرزندگی ہے علم کی روشنی سے

نامہرباں بنے مہرباں علم کی روشنی سے
ماں باپ کا قدرداں علم کی روشنی سے

جہالت کافور ہوگی علم کی روشنی سے
تعلیم ماموررہوگی علم کی روشنی سے

قبائل کی ناخواندگی مٹی علم کی روشنی سے
آئی تہذیب وتابندگی علم کی روشنی سے

مہذب بنے گنوار علم کی روشنی سے
ہے بڑوں کا احترام بھی علم کی روشنی سے

شوہر بنے باوقار علم کی روشنی سے
بیوی بنی وفا شعار علم کی روشنی سے

بحروبر کھنگال دے علم کی روشنی سے
وہ کمال لازوال دے علم کی روشنی سے

درددل کی دوا ہے علم کی روشنی سے
تلاطم میں ناخدا ہے علم کی روشنی سے

عقدۂ فطرت وا ہوتے ہیں جس سے
ظلمات میں ہے رہنما علم کی روشنی سے

اچھے برے کی پہچاں علم کی روشنی سے
عقل، ہوش وفہم کا نگراں علم کی روشنی سے

معیشت معاشرت اور ہر شعبۂ حیات
ملتی ہے رہبری بھی علم کی روشنی سے

علم سیکھو اور سکھاؤ رہو اشاعت میں کوشاں
مٹ جائیں گے ظلمات بھی علم کی روشنی سے

شاکر بنا قدرداں علم کی روشنی سے
لکھتا ہے نظم مہرباں علم کی روشنی سے

شیخ احمد شاکر کلم نوری

’دِل جلاؤ کہ روشنی ہوگی‘

راضی ہوگا اُن سے ربِّ قدیر
جن کو شیطاں سے دشمنی ہوگی

بخشوائیں گے اُنھیں شاہِ اُمَمؐ
جن کے اعضاء میں روشنی ہوگی

صُبحدم ہم آیئنہ سے پوچھیں
چہرے پہ عیاں خوب تازگی ہوگی

رقص ہوتا رہے گا عیش خانوں میں
تنبیہِ رب، سُنی اَن سنی ہوگی

لبِ بام بدرِ کامل کی وہ نیرنگیاں
زمیں پہ نور کی چادر تنی ہوگی

دعوتِ شیراز اڑائیں گے احباب
بزمِ رنگیں میں بنا ہوگا بنی ہوگی

ظلمتِ جہل کا دور دورہ ہے
شمعِ علم جلاؤ کہ روشنی ہوگی

اعتراف حق سے ہے جن کو گریز
دل میں سقم اُن کے، کجی ہوگی

روزِ محشر افراتفری مچے گی
ہر نفس کو اپنی پڑی ہوگی

سب ابنائے آدم بھائی ہیں شاکر
خوشی بھی آپ کی اپنی خوشی ہوگی

بنی آدمؑ

انسان کا یہ پتلہ جو مٹی سے بنا ہے
مخلوق میں قدرت نے امتیاز دیا ہے

فرشتوں نے جس کو سجدہ کیا ہے
احسنِ تقویم کا اس کو رتبہ دیا ہے

حق سے بغاوت کی یہ نادان سزا ہے
تکبّر نے شیطاں کو بہت رسوا کیا ہے

خالق کی بندگی میں ہم سب کا بھلا ہے
ورنہ وہ شیطاں کا ساتھی وہم نوا ہے

انسان کی فطرت میں نسیاں و خطا ہے
بندے کے لیے توبہ کا دروازہ کُھلا ہے

اُس دل پہ نارِ جہنم حرام ہے، حرام ہے
جس دل میں یارو خوفِ خدا ہے

ہے زندگی امانت اس کی قدر کرو
مرنے کے بعد کس کو بھلا موقع ملا ہے

عیال ساری مخلوق ہے ربِّ کریم کی
کرنا محبت اُس سے مالک کی رضا ہے

بخل کا جو رستہ وہ جہنم کو چلا ہے
کیسا یہ قارون کا انجام ہوا ہے

سخی محبوبِ خلائق اور منظورِ خدا ہے
ہاتھوں میں اسکے باغِ جنت کا سرا ہے

کارواں در کارواں جہنم کو رواں ہیں
یارب اُنھیں بچالے یہ شاکر کی دُعا ہے

متفرق اشعار

ان کی نظر سے دیکھو میں کتنا دلنشیں ہوں
یاقوت کا ہوں ٹکڑا، الماس کا نگیں ہوں

ہم جھک گئے آپ کا میلان دیکھ کر
ہم چل پڑے راہ کا آسان دیکھ کر

جفا کرے کوئی اور وفا کرے کوئی
چپکے چپکے درد سے آہ کرے کوئی
یہ شب وصل خدا کیوں ہوئی نہ دراز
اس مختصر سے وقت میں کیا کیا کرے کوئی

رہگذر کی ٹھوکروں نے جینے کا سلیقہ تھا
یہ زندگی بڑی خوشگوار گزری ہے

جستجوئے آدم خاکی عروج کی لہریں
کبھی آسماں کبھی کہکشاں سے گزری ہیں

جب سے تیرا کرم شامل حال ہو گیا
تڑپتا مچلتا ہوا وجود خوشحال ہو گیا

ساری اُمت کا یارب مہرباں بنادے
سرکارؐ کے قدموں میں میرا آشیاں بنادے
خدمت خلق میں میری یہ زندگی بسر ہو
کارِ نمایاں کو میرے جاوداں بنادے

دشوار ڈگر پہ چلنا جب معمول بن گیا
کانٹا بھی سرِ راہ کا بس پھول بن گیا

بے صبری نے تیری الجھا دیا یا ہم
تھا مختصر سا مسئلہ مگر طول بن گیا

غیبت جو کرتے ہیں معتبر نہیں ہوتے
رب سے وہ بادخوف وڈر نہیں ہوتے

اٹھتی ہوئی کیا خوب رنگین جوانی دیکھی
چڑھتے سورج کی وہ گرمی و جولانی دیکھی
ہر کمال کو رو بہ زوال دیکھا ہے شاکر
سر شام ڈوبتے سورج کی نشانی دیکھی

رباعیات شاکر

یارب تو ہم پر کتنا مہربان ہے
تیری شفقت ورحمت ہر آن ہے
وائے افسوس !ہائے مجبوری
شکر کے لئے فقط ایک زبان

با ذوق اور با تمیز کودیکھا
قدرداں اور خوش نصیب کو دیکھا
دل باغ باغ ہوا مثل باغ ارم
ایک حاتم فرشتہ خوش نصیب کو دیکھا

مادر گیتی سے اکتساب فیضان کرو
درخت لگاؤ امن کا قیام کرو
نہیں ہے یہ خوان نعمت کے سوا
سب کھاؤ مل کہ اور شکر مدام کرو

طاقت و جمال سنبھال کر رکھنا
مِلک و مال سنبھالکر رکھنا
انسان مکلف حیواں ہیں آزاد
عفت کو اپنی سنبھال کر رکھنا

بٹتا ہے نظم قسام ازل
نہیں کسی کا اس میں کوئی دخل
کوئی شاہ اور کوئی ہے بوریہ نشیں
ناداں شکوہ شکایت بے محل

سکوں کہاں ملے رب کی اطاعت کے سوا
ناقص ہے ایمان رسالتؐ کے سوا
کلمۂ حق کو دل وجاں نشیں کر لے
ایمان نہیں سُن کلمۂ حق کے سوا

دردِ اُٹھتا ہے دوا رہنے دو
ان کا تحفہ ہے سجا رہنے دو
غم فراق سے رعبارت زندگی
داستاں کا سلسلہ ہے رہنے دو

سنورتے اور بکھرتے منظر دیکھے
انقلاب زمانہ اور بحر و بر دیکھے
فقط ایک پل میں جو پلٹی کایا
شاہ و گدا پھر برابر دیکھے

سمجھنا کسی کو ہیچ بری بات ہے
اکڑنا بگڑنا بری بات ہے
تکبر نے کیا ہے شیطاں کو لعیں
غرور و تکبر کرنا بری بات ہے

فرض عورت کا اطاعت کرے شوہر کی
اسی میں خوشی ہے خدائے برتر کی
ٹکراؤ میں ہوتا ہے خانہ خراب
اچھی بیوی، زینت ہے سارے گھر کی

ایک رات میں نے خواب سنہرا دیکھا
پھر وقت صبح خوب دمکتا چہرہ دیکھا
نسیم سحر کیوں، ناز سے اترانے لگی
شاخ گل پر ننھا سا پھول، روپہرا دیکھا

بغیر کملی کے رات گزر جاتی ہے
بغیر چھتری کے برسات گزر جاتی ہے
شیوۂ مومن ہے راضی بہ رضا رہنا
جلد ہی مصائب کی رات گزر جاتی ہے

عازمین حج کا وداعی منظر

اے عازمین حج ایک درخواست التجانا
میرا اسلام لے کر سرکار کوؐ پہنچانا

رشک جناں ہے منظر یہ آج کی فضائیں
یہ کارواں ہوا ہے سوئے حرم روانہ

انوار کی ہے بارش ہر سو برس رہی ہے
عشاق کی زباں پر ہے حمد کا ترانہ

معمور تیرا گھر ہے مامور فرشتے ہیں
اس جنت ارضی پر طواف والہانہ

پرواز کی وہ قوت ہم کو بھی تو عطا کر
تو باد صبا کہدے آتا ہوں میں دیوانہ

دردِ فراق سے بس اک بیکلی ہے دل کو
آنکھیں ہوئی ہیں پرنم حالت ہے مجنونانہ

تو لاتقنطو ہی کہدے تیرا کلام سچا
یہ بات ہے حقیقت نہیں کوئی فسانا

دیکھا ہے بہ شکل کعبہ اُس نور کبریا کو
فردوس نظر منظر پھر سے ہمیں دکھانا

دل جان کروں نچھاور بس ہے یہی تمنا
کرلے قبول یارب شاکر کا یہ نذرانہ

وقت کی اہمیت

وقت بڑی ہی قیمتی دولت ہے
ہر لمحہ یہاں بہت غنیمت ہے

دُنیا تو آخرت کی کھیتی ہے
ہر حُسن عمل یہاں ایک نیکی ہے

ہر غلطی کی یہاں تو معافی ہے
وہاں توبہ ہے نہ کوئی تلافی ہے

تضیع وقت بڑی ہی نادانی ہے
باعث ندامت اور پشیمانی ہے

قدرداں وقت کے بڑے خوش نصیب ہوئے
یہاں سُرخ وہاں بانصیب ہوئے

یہ قول کتنا باصداقت ہے
وقت بڑی ہی نعمت ہے

ہر سو چرچا ہے جن کی کامرانی کا
یہ ثمرہ ہے اُن کی قدردانی کا

شاکر تو بھی وقت نہ کھو، لایعنی میں
ورنہ تیری محنت بھی جائے گی پانی میں

غزل

کئی اہلِ نظر کئی اہلِ ہنر ہوتے ہیں
کوئی شاہ کوئی شاہ گر ہوتے ہیں

تو ظاہری حسن و نزاکت پہ نہ جائے دوست
کہ ہر صدف میں نہاں ایک ہی گہر ہوتے ہیں

کسی ذرّہ کو ہاں ہیچ نہ جانو ہرگز
اسی ذرّہ میں پوشیدہ گہر ہوتے ہیں

ایک ہی نظر میں آنک لیتے کسوٹی بن کر
کیسے کیسے یہاں اہل نظر ہوتے ہیں

رشتہ، درد کو فروغ دینا مسیحا بن کر
ظلم بھی سعی پیہم سے زیروزبر ہوتے ہیں

درد سے تڑپے یا روئے، کوئی جہاں میں
وہ بھی اپنے عزیز دل و جگر ہوتے ہیں

ہو جاتے ہیں دو جہاں میں سُرخرو اور بامراد
جو بندے رب کے مطیع منظور نظر ہوتے ہیں

عزم فرہاد ہو تو منزل بہت آسان ہے شاکر
اسی عزم سے روشن کئی راہ گزر ہوتے ہیں

رباعیاتِ شاکرؔ

زندگی کیا ہی حسیں معلوم ہوتی ہے
دل میں سکوں خندہ جبیں معلوم ہوتی ہے
شکوۂ حالات کیوں کر کریں شاکرؔ
تیری رضا میری خوشی معلوم ہوتی ہے

بندہ کی بندہ نوازی تو نے کی ہے
اس خاکی پر سرفرازی تو نے کی ہے
جسم و جاں دے کر روح پھونکی
دولت ایماں عطا تو نے کی ہے

اہل غیبت ہائے کیا ستم کرتے ہیں
اہل جہنم میں نام اپنا رقم کرتے ہیں
خدا و نبیؐ کی ڈانٹ پھٹکار پھر بھی
حرکات کو اپنی کہاں کم کرتے ہیں

شعروشاعری کے اوزان کہاں سے لاؤں
ردیف وقافیہ کی میزان کہاں سے لاؤں
فن عروض لازمی اور ضروری ہے مگر
مصلح رہنما، مہربان کہاں سے لاؤں

اخلاق کا دامن نہ چھوڑیں ہرگز
یہ عادت ہے احسن نہ چھوڑیں ہرگز
عدوانِ حق نے بھی ہدایت پائی
ہے یہ سرکارؐ کا مخزن نہ چھوڑیں ہرگز

طفلی دیکھی اور عہدشباب دیکھا ہے
اور وقت پیری آفتاب دیکھا ہے
عزم وحوصلہ نے پھر سے جوانی بخشی
مولیٰ ،کرم تیرا بے حساب دیکھا ہے

عدل مغموم شرافت ماتم کناں ہے
تیری مخلوق یارب کیوں پریشاں ہے
بس ایک بات سورج کی طرح ہے روشن
آفات میں ،اعمال کا پرتو عیاں ہے

دُعا

اہلِ گیتی کے لیے میں، ہدایت مانگوں
تیرے بندوں کے لیے جنت مانگوں

تیری مرضی اور تیری چاہت مانگوں
زندگی میں میرے سرکارؐ کی سنت مانگوں

حصولِ رزقِ حلال ہی شیوہ ہو میرا
دولت قارون کی ہرگز نہ چاہت مانگوں

عدل فاروقؓ ہو پیش نظر منظور نظر
نقش فرعون کی ہرگز نہ حکومت مانگوں

ہوائے تند سے مرجھائی جاتی ہیں کلیاں
بنات حوا کے لیے تجھ سے راحت مانگوں

پانی کی طرح ارزاں ہے انسان کا لہو
اقصاع عالم کے لیے امن کی دولت مانگوں

تیری اطاعت میں رہوں سدا سر بسجود
تجھ کو مقبول ہو یارب وہ طاعت مانگوں

نونہالان چمن کو وہ توفیق عطا کر یارب
خدمت خلق و ماں باپ کی طاعت مانگوں

شیر و شکر بن کے رہیں ہے یہ شاکر کی دعا
اہل وطن، جہاں کے لیے راحت مانگوں

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

دل سے جو بات نکلتی ہے اثر رکھتی ہے

جناب الحاج شیخ احمد صاحب شاکر کلموری جو ایک سیدھی سادی سادگی پسند بزرگ شخصیت کے حامل ہیں آپکے گراں قدر علمی و عملی مجموعہ کلام بنام بیاض شاکر کا احقر نے از اول تا آخر بنظر غائر مطالعہ کیا، اگرچہ میں فن شاعری کے وہبی اور کسبی اسرار و رموز سے نا آشنا ہوں مگر پھر بھی کلام کی جادوگری اور سحر آفرینی ایک ایک لفظ میں محسوس ہوئی اور بقول شاعر مشرق۔

دل سے جو بات نکلتی ہے اثر رکھتی ہے

اس شعری مجموعہ میں ایک اہل دل داعی الی اللہ شاعر کے سوز و گداز سسکتی ہوئی انسانیت اور دم توڑتی ہوئی امت میں نئی روح پھونکنے کیلیے دل کی گہرائیوں سے نکلے ہوئے ایک ایک مصرعے نے واقعی متاثر کیا یقیناً ہر کلام میں فلاح کا پیغام پوشیدہ ہے تساہل پسندوں کیلئے مہمیز ہے فتنوں سے نبرد آزما ہونے کا طریقہ ہے ہر ماحول کیلئے دعوت فکر و عمل ہے تہذیب معاشرہ کی ترغیب ہے

بزرگ محترم نے جس جانفشانی اور عرق ریزی کے ساتھ اس کام کو انجام دیا ہے اس پر وہ قابل مبارک اور لائق ستائش ہیں (بیاض شاکر)

دعا گو ہوں کہ باری تعالی اس پیغام کو مفید عام و خاص بنائے اور بزرگ محترم کے سایہ شفقت کو بعافیت تادیر قائم رکھے نظر بد سے حفاظت مرمائے اور مزید عزم و ہمت اور حوصلہ پیدا فرمائے

ع این دعا از من واز جملہ جہاں آمین باد

بندۂ خاکسار

قاضی سید کریم الدین سیف اشاعتی کنوٹ